ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

3 تا 9 جنوری 2008ء / 23 تا 29 ذوالحجہ 1428ھ

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

بے نظیر قتل اور......

قربانی: حضرت ابراہیمؑ کی سنت

خلافت کا مفہوم

تنظیمات: ایک اہم دستوری ادارہ

ایس بنوک......

جنگل

وقت کا تقاضا

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

عالم اسلام

اللہ کی اطاعت

اللہ تعالیٰ انسان سے جو اطاعت کا مطالبہ کرتا ہے وہ انسان ہی کی فلاح و بہتری کے لئے کرتا ہے۔ وہ دُنیا کے حاکموں کی طرح نہیں ہے۔ دُنیا کے حاکم اپنے فائدے کے لئے لوگوں کو اپنی مرضی کا غلام بنانا چاہتے ہیں۔ مگر اللہ تمام فائدوں سے بے نیاز ہے۔ اس کو آپ سے ٹیکس لینے کی حاجت نہیں ہے۔ اسے کوٹھیاں بنانے اور موٹریں خریدنے اور آپ کی کمائی سے اپنے عیش کے سامان جمع کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ وہ پاک ہے، کسی کا محتاج نہیں۔ دنیا میں سب کچھ اسی کا ہے، اور سارے خزانوں کا وہی مالک ہے۔ وہ آپ سے صرف اِس لئے اطاعت کا مطالبہ کرتا ہے کہ اسے آپ ہی کی بھلائی منظور ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ جس مخلوق کو اس نے اشرف المخلوقات بنایا ہے وہ شیطان کی غلام بن کر رہے یا کسی انسان کی غلام ہو، یا ذلیل ہستیوں کے سامنے سر جھکائے۔ وہ نہیں چاہتا کہ جس مخلوق کو اس نے زمین پر اپنی خلافت دی ہے، وہ جہالت کی تاریکیوں میں بھٹکتی پھرے اور جانوروں کی طرح اپنی خواہشات کی بندگی کر کے اسفل السافلین میں جا گرے۔ اس لئے وہ فرماتا ہے کہ تم ہماری اطاعت کرو، ہم نے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے جو روشنی بھیجی ہے اس کو لے کر چلو۔ پھر تم کو سیدھا راستہ مل جائے گا اور تم اس راستہ پر چل کر دنیا میں بھی عزت اور آخرت میں بھی عزت حاصل کر سکو گے۔

خدا کی اطاعت کس لئے؟
مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

الھدیٰ (302)

سورۃ الانعام

(آیات: 74 تا 78)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْۤ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُرِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿۷۶﴾
فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَىِٕنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّاۤلِّيْنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً
قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَاۤ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْۤءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾﴾

’’اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ کیا تم بتوں کو معبود بناتے ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم اور تمہاری قوم صریح گمراہی میں ہو۔ اور ہم اس طرح ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کے عجائبات دکھانے لگے تاکہ وہ خوب یقین کرنے والوں میں ہو جائے۔ (یعنی) جب رات نے اُن کو (پردۂ تاریکی سے) ڈھانپ لیا تو (آسمان میں) ایک ستارا نظر پڑا۔ کہنے لگے، یہ میرا پروردگار ہے۔ جب وہ غائب ہو گیا تو کہنے لگے کہ مجھے غائب ہو جانے والے پسند نہیں۔ پھر جب چاند دیکھا کہ چمک رہا ہے تو کہنے لگے یہ میرا پروردگار ہے۔ لیکن جب یہ بھی چھپ گیا تو بول اُٹھے کہ اگر میرا پروردگار مجھے سیدھا رستہ نہیں دکھائے گا تو میں اُن لوگوں میں ہو جاؤں گا جو بھٹک رہے ہیں۔ پھر جب سورج کو دیکھا کہ جگمگا رہا ہے تو کہنے لگے میرا پروردگار یہ ہے۔ یہ سب سے بڑا ہے مگر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہنے لگے، لوگو! جن چیزوں کو تم (اللہ کا) شریک بناتے ہو میں اُن سے بیزار ہوں۔‘‘

اور یاد کرو جبکہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا تم نے ان بتوں کو اپنا خدا بنا رکھا ہے۔ یہاں خاص طور پر ’’آزر‘‘ کا لفظ لایا گیا ہے تو یہ صرف توریت کے بیان کی نفی کے لئے ہے، کیونکہ تورات میں حضرت ابراہیمؑ کے باپ کا نام تارح لکھا ہے۔ مگر اس مغالطے کو اہل تشیع نے اختیار کر لیا ہے جو آزر کو آپؑ کا چچا اور تارح کو باپ مانتے ہیں۔ ایسا کر کے وہ کئی دوسرے حقائق کی تغلیط کی راہ نکالنا چاہتے ہیں۔ بہر حال قرآن مجید میں یہاں ابراہیمؑ کے باپ کا نام آزر لکھا ہے اور یہی صحیح ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے باپ کو کہا، میرا خیال تو یہ ہے کہ آپ بھی اور آپ کی قوم بھی کھلی گمراہی میں مبتلا ہے۔

اور اسی طرح ہم دکھاتے رہے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کے ملکوت۔ ’’ملکوت‘‘ سے مراد نظام کائنات ہے جو اللہ تعالیٰ نے قائم کر رکھا ہے۔ اسے universal government کہہ لیجئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو اس کا مشاہدہ کراتا ہے تاکہ اُن کا یقین اُس درجے کا ہو جائے جیسا کہ اپنی آنکھوں سے دیکھی ہوئی چیز ہے اور وہ پوری طرح یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔

آگے حضرت ابراہیمؑ کی طرف سے اپنی قوم پر حجت کو پیش کیا گیا ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک یہ حضرت ابراہیمؑ کا ذہنی ارتقاء ہے کہ پہلے واقعتاً انہوں نے ستارے کو اپنا رب سمجھا، پھر جب وہ چھپ گیا تو کہا نہیں نہیں یہ تو ڈوب گیا۔ پھر چاند کو اپنا رب کہا، پھر جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا نہیں یہ میرا رب نہیں۔ پھر سورج کو چمکتا دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے۔ جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا نہیں، یہ بھی ڈوب گیا ہے۔ میں ڈوب جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ رائے کچھ زیادہ وزنی نہیں کیونکہ ابراہیمؑ اللہ کے نبی تھے اور نبی زندگی کے کسی دور میں بھی مشرک نہیں ہوتے۔ اُن کی سرشت اتنی خالص ہوتی ہے کہ وہ شرک سے اوّل روز سے ہی نفور ہوتے ہیں۔ شرک تو صدیقین کی زندگی میں بھی نہیں ہوتا جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عثمانؓ نے کبھی شرک نہیں کیا۔ تو کسی نبی سے شرک کا صدور کسی بھی حالت میں ممکن نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ابراہیمؑ نے اپنی قوم پر شرک کے خلاف حجت قائم کرنے کے لئے یہ تدریج کا انداز اپنایا تاکہ وہ بات کو واضح انداز میں سمجھا دیں۔

جب اُن پر رات نے تاریکی کر دی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا۔ کہنے لگے، یہ میرا رب ہے۔ یہ سوالیہ انداز بھی ہو سکتا ہے اور اظہار تعجب بھی ہو سکتا ہے کہ کیا یہ میرا رب ہو گا؟ جب وہ ستارہ ڈوب گیا، تو کہا ڈوب جانے والی شے کو تو میں پسند نہیں کرتا کہ میں اُس کو اپنا رب مان لوں۔ یہ قوم ستارہ پرست بھی تھی، بت پرست بھی اور شاہ پرست بھی۔ چنانچہ نہ صرف وہ ستاروں اور بتوں کی پرستش کرتے تھے بلکہ اُن کا بادشاہ نمرود بھی اُن کا خدا تھا۔ بہر حال پھر ابراہیمؑ نے چاند چمکتا ہوا دیکھا، کہا معلوم ہوتا ہے، یہ میرا رب ہے۔ جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا، اگر میرے رب نے مجھے ہدایت نہ دی تو میں قوم الضالین میں سے ہو جاؤں گا۔ ان الفاظ سے اشارہ ہوتا ہے کہ شاید ابھی ان کا اپنا ذہنی اور فکری ارتقاء ہو رہا ہے۔ تاہم دوسری رائے پھر بھی زیادہ قوی معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے قوم کو سمجھانے کے لئے تدریج کا یہ انداز اختیار کیا تھا۔ پھر جب سورج کو بہت چمکدار دیکھا تو کہا، ہاں یہ میرا رب ہے، یہ سب سے بڑا ہے، مگر جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہنے لگے، اے میری قوم کے لوگو! میں تو اُن سب سے اعلان برأت کرتا ہوں جن کو تم شریک ٹھہرا رہے ہو۔

فرمان نبویؐ

نیکی اور گناہ؟

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ؟ فَقَالَ: ((اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِي الصَّدْرِ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ)) (رواہ مسلم)

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ’’نیکی اور گناہ‘‘ کا مفہوم دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’نیکی‘‘ اچھے اخلاق کو کہتے ہیں اور ’’گناہ‘‘ یہ ہے کہ اس سے تیرے ضمیر میں چبھن اور خلش پیدا ہو اور لوگوں کا اس پر مطلع ہونا تجھے ناگوار ہو۔‘‘

تشریح: نیکی یہ ہے کہ آدمی ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آئے، گفتگو میں سنجیدگی اور وقار کو ملحوظ رکھے، ہمیشہ سچی اور کھری بات کہے، غصے پر قابو پائے، ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہے۔ وہ شخص قطعاً نیک نہیں ہے جس کے اخلاق اچھے نہ ہوں اور کردار مشکوک ہو۔

"تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

جلد 17
3 تا 9 جنوری 2008ء
23 تا 29 ذوالحجہ 1428ء
شمارہ 1

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67۔اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو لاہور۔54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔54700
فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......250 روپے
بیرونِ پاکستان

انڈیا----------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بے نظیر قتل اور فیڈریشن کی سالمیت کا مسئلہ

56 برس بعد لیاقت باغ میں ایک اور وزیر اعظم خون میں نہا گیا اور 12 اکتوبر 1999ء کو شروع ہونے والا دور جسے بجا طور پر خونی عہد قرار دیا گیا ہے، اس کی رنگینی میں پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن بے نظیر بھٹو نے اپنے خون سے اضافہ کر دیا ہے۔ روشن خیالی کی تانیں اُڑانے اور خواتین کے کندھے سے کندھا ملا کر چلنے والی شوقین مزاج حکومت کے دور میں سابق خاتون وزیر اعظم کا ناحق خون کر دیا گیا ہے۔ اگر بغور دیکھا جائے تو دکھائی دیتا ہے کہ بے نظیر کا قتل بھی بے نظیر ہوا ہے۔ عجیب بات ہے کہ جلسہ بخیر و خوبی انجام کو پہنچ گیا اور بے نظیر بھٹو جلسہ گاہ سے رخصت ہونے کے لئے اپنی بلٹ پروف گاڑی میں بیٹھ گئیں۔ اِس دوران فلک شگاف اور انتہائی پر جوش نعروں سے ایک ایسی جذباتی فضا پیدا کر دی گئی کہ بے نظیر نے، جس نے بلٹ پروف جیکٹ پہن رکھی تھی، گاڑی کے سن روف سے اپنا سر باہر نکالا، تا کہ ہاتھ ہلا کر کارکنوں کے نعروں کا جواب دے سکے۔ اور جیسے ہی انہوں نے سر باہر نکالا، کسی ماہر اور مشاق نشانہ باز نے انتہائی مہارت اور پھرتی سے اُن کے سر کا نشانہ لے لیا۔

تحفظ نسواں بل کو قانون کی شکل دے کر مذہبی اور دینی جماعتوں کو رجعت پسندی کا طعنہ دینے والے چاہتے ہیں کہ ایک ملک گیر عوامی جماعت کی خاتون رہنما کا خون لوگ کڑوے گھونٹ کی طرح پی جائیں۔ بے نظیر کے قتل کے حوالے سے مشرف حکومت کچے چور کی طرح بیان بدل رہی ہے۔ کبھی اِسے خودکش دھماکے کا نتیجہ قرار دیتی ہے۔ کبھی یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ محترمہ کی موت گاڑی کا لیور سر میں لگنے سے واقع ہوئی ہے۔ ہر روز موقف تبدیل ہو رہا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ القاعدہ ملوث ہے۔ پھر بیت اللہ محسود کی ٹیپ سنائی گئی جس میں وہ ایک مولوی صاحب کو کام کی تکمیل پر مبارکباد دے رہے تھے۔ سوال یہ ہے کہ اتنی زبردست کارکردگی دکھانے والی انٹیلی جنس بے نظیر کے قتل کا منصوبہ کیوں نہ جان سکی۔ محسوس ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت نے اپنے باس بُش کے کامیاب طریقۂ واردات کو اپنا لیا ہے کہ ہر واردات کا ملبہ القاعدہ یا مسلمان عسکریت پسندوں پر ڈال دو۔ ہمارے نزدیک یہ بات سخت ناپسندیدہ ہے کہ بلا تحقیق کسی کے سر پر الزام تھوپ دیا جائے، لہٰذا ہم اُن لوگوں سے بھی متفق نہیں ہیں جو حکومت اور حکومتی ایجنسیوں پر الزام دھر رہے ہیں البتہ حکومت کا طرزِ عمل خود حکومت کو مشکوک بنا رہا ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ پاکستان پیپلز پارٹی جس سے اور جس طرح تحقیقات کرانا چاہتی ہے اِس حوالہ سے اُس کے تمام مطالبات تسلیم کر لیے جائیں۔ حکومت کے ہاتھ اگر بے نظیر کے خون سے رنگے ہوئے نہیں تو اُسے کوئی گھبراہٹ نہیں ہونا چاہیے یہی عدل کا تقاضا ہے وگرنہ پاکستان پیپلز پارٹی ہی نہیں عام شہری بھی حکومت پر شک کا اظہار کرے گا۔

ہم کئی مرتبہ یہ واضح کر چکے ہیں کہ ہمیں بھٹو خاندان اور بے نظیر بھٹو سے ہزار اختلاف تھے اور ہیں۔ خصوصاً دین و مذہب کے حوالہ سے اُن کا رویہ اُن کا طرزِ معاشرت ہمیں ایک آنکھ نہیں بھاتا لیکن اِس خاندان نے سیاست میں جس بہادری کا مظاہرہ کیا ہے پاکستان کا کوئی دوسرا سیاسی خاندان اِس کی مثال پیش نہیں کرتا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے جس انداز میں موت کو گلے لگایا اور ایک فوجی آمر کے سامنے رحم کی اپیل سے انکار کیا وہ یقیناً قابل تحسین ہے۔ بے نظیر جان چکی تھی کہ پاکستان میں اُس کی جان کو شدید خطرہ ہے اور اِس کا اظہار بھی کر چکی تھی لیکن اُس نے میدان سے ہٹنے سے انکار کر دیا۔ ان کی پاکستان آمد پر جو خوفناک دھماکے ہوئے اور اُس میں سینکڑوں افراد ہلاک ہوئے تو عام خیال یہ تھا کہ بے نظیر واپس چلی جائے گی۔ پھر جب وہ دوبئی گئیں تو "بھاگ گئی"، "بھاگ گئی" کے نعرے لگے، لیکن 3 نومبر کو جب ایمرجنسی نافذ ہوئی تو محترمہ فوراً پاکستان پہنچیں۔ حکومت

اُنہیں خطرے کی وارننگ بار بار دیتی رہی لیکن وہ انتخابی مہم چلاتی رہیں یہاں تک کہ جان ہار گئیں۔ علاوہ ازیں سندھ کے انتہا پسند سیاست دانوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ بے نظیر وفاق کی بجائے سندھ کی سیاست کرے لیکن بے نظیر نے اُسے سختی سے مسترد کر دیا اور تمام تر دشواریوں کے باوجود وفاقی سیاست جاری رکھی جس کا اُنھیں کریڈٹ نہ دینا زیادتی اور ناانصافی ہوگا۔ بے نظیر کی موت پر تعزیت کرتے ہوئے لندن سے الطاف بھائی کا یہ بیان آیا کہ سندھ کے تین وزرائے اعظم کو قتل کیا جا چکا ہے۔ حالانکہ یہ بات اِن الفاظ میں بھی کہی جا سکتی تھی کہ پاکستان کے تین وزرائے اعظم قتل کیے جا چکے ہیں۔ بے نظیر کے جنازے کے موقع پر بھی اینٹی پاکستان نعرے لگے لیکن الحمدللہ آصف زرداری نے انہیں سختی سے خاموش کرا دیا۔ بے نظیر کے بیٹے بلاول زرداری جو P.P.P کے نئے چیئرمین ہیں، اُنہوں نے بھی فیڈریشن کی مضبوطی کی بات کی ہے جو انتہائی مثبت اور امید افزا ہے کہ نئی نسل اور نئی قیادت کا ذہن صوبائی تعصب سے پاک ہے۔ اللہ کرے یہ طرزِ عمل جاری رہے اس لیے کہ بے نظیر کو قتل کر کے پاکستان کے دشمنوں نے درحقیقت فیڈریشن پر زبردست ضرب لگائی ہے۔ ہمیں یہ بات فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ دشمنانِ اسلام کے لیے اب پاکستان کا وجود ناقابل برداشت ہو چکا ہے اور وہ اِسے حرفِ غلط کی طرح مٹا دینے پر تلے ہوئے ہیں اور عالم کفر اپنے تمام تر اختلافات کے باوجود پاکستان دشمنی میں متحد ہو چکا ہے۔

ہماری رائے میں مسلمانانِ پاکستان کو اپنی دنیا بنانی ہو یا آخرت سنوارنی ہو، بہر صورت پاکستان کا وجود اُن کے لیے لازم اور ناگزیر ہے۔ اگر آزادی جاتی رہی تو یاد رہنا چاہیے غلام کو اتنا ہی کھانے کو دیا جاتا ہے جس سے وہ کام میں جُتنے کے قابل رہے۔ جو جماعتیں پاکستان میں حقیقی اسلامی نظام کے لیے مخلصانہ جدوجہد کر رہی ہیں اُن کے بعض کارکن انتہائی بھولے پن اور معصومیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں پاکستان سے نہیں اسلام سے غرض ہے۔ ایک لحاظ سے بالکل درست ہے کہ اسلام آفاقی دین ہے اور وہ جغرافیائی سرحدوں سے بندھا ہوا نہیں ہے۔ لیکن اُنھیں جان لینا چاہیے کہ عالم کفر پہلے دینِ اسلام کا دشمن تھا اب وہ مذہب اسلام کا بھی دشمن ہے۔ وہ دنیا سے اسلام کا خاتمہ چاہتا ہے۔ اگر عالم اسلام غلامی کی زنجیروں میں بندھ گیا تو کل کلاں نماز باجماعت اور مساجد کی تعمیر پر بھی پابندی لگ سکتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے میثاقِ مدینہ مدینہ کی حفاظت کے لیے کیا تھا۔ اِس میں اسلام کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ یہ حضور کی فراست تھی کہ اگر مدینہ میں ہمارے پاؤں جم گئے تو ہمیں اسلام کو پھیلانے سے کون روک سکے گا۔ پختہ عمارت کی تعمیر کے لیے تو زمین چاہیے۔ اِس کی بنیادیں مضبوط کرنے کے لیے زمین کو مزید کھودنا پڑتا ہے۔ ہوا میں تو صرف ہوائی قلعے تعمیر ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہماری رائے میں اسلامی جماعتوں کے کارکنوں کو دانشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسا انداز اختیار نہیں کرنا چاہیے کہ یہ تاثر ملے کہ جس سرزمین نے اُنہیں سر چھپانے کی جگہ مہیا کی ہوئی ہے، وہ اُس کی حفاظت اور استحکام کے حوالے سے بالکل لاتعلق رہیں۔ ہم ایٹمی پاکستان کی بقا اور استحکام کے اِس لیے بھی خواہش مند ہیں کہ اگر عالم کفر نے اِسے نیست و نابود کر دیا تو دنیا کا کوئی دوسرا اسلامی ملک اُن کی راہ نہیں روک سکے گا۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلام کے نفاذ کے لیے جدوجہد کرنے کے لیے یہ سرزمین سب سے زیادہ ہموار اور موزوں ہے۔ اسلامی نظام کا نفاذ ہی واحد راستہ ہے جسے اختیار کر کے پاکستان میں امن و آشتی کا دور دورہ ہو سکتا ہے۔ دہشت گردی اور قتل و غارت اِس وجہ سے ہیں کہ ایک نظریاتی ملک اپنی راہ سے بھٹک گیا ہے۔ جب بھی وہ صراطِ مستقیم پر گامزن ہوگا یہ قتل و غارت ان شاء اللہ ختم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم مملکت خداداد پاکستان میں عالمی خلافت کی بنیاد رکھ سکیں۔

اعتذار

ندائے خلافت کے گزشتہ شمارہ میں ناغہ کا اشتہار شائع نہ کیا جا سکا۔ عید کے بعد کا شمارہ بھی جو عید کے باعث دو دن کی تاخیر سے شائع ہونا تھا، پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن بے نظیر بھٹو کے بہیمانہ قتل سے پیدا شدہ کشیدہ صورتحال کی بنا پر شائع نہ ہو سکا۔ اِس دوران قارئین کو انتظار کی جو زحمت اُٹھانا پڑی، ہم اِس کے لئے معذرت خواہ ہیں۔

نوٹ

اِس شمارہ کے ساتھ اشاریہ مضامین ندائے خلافت 2007ء بطور ضمیمہ کے شامل کیا جا رہا ہے۔ جو قارئین ندائے خلافت کی سال گزشتہ کے شماروں کی جلد بنانا چاہیں، وہ اشاریہ کو 2007ء کی جلد میں شامل کر لیں۔

بقیہ: خدا کا حکم ماننا ہے یا......؟

بطور کلرک ملازم ہو گیا۔ وہاں ملازمت کے دوران غالباً 1950ء میں پنجاب کے انتخابات ہوئے تو اس میں کراچی کے کچھ لوگ کام کرنے کے لیے گئے، ان میں، میں بھی شامل تھا۔ غالباً دس بارہ لوگ تھے۔ ہم نے دو ہفتے یہاں انتخابات کے لیے کام کیا اور دوبارہ چلے گئے۔ واپس گئے تو اس کی رپورٹ ہو گئی اور پھر چارج شیٹ مل گئی کہ بھئی یہ کیا ہے۔ میں نے اس کا جواب دیا اور ساتھ ہی اپنا استعفیٰ بھی پیش کر دیا۔ خیر میرے خیال سے انہوں نے میرے ساتھ نرمی ہی کی کہ ڈسمس کرنے کے بجائے استعفیٰ قبول کر لیا۔ بہر حال میں وہاں سے فارغ ہو گیا۔ وہاں ایک پرائیوٹ کمپنی صادق ٹریڈرز کے نام سے تھی، میں وہاں ملازم ہو گیا۔ اُس زمانے میں صادق حسین مرحوم جو کراچی جماعت کے امیر بھی رہے تھے، اس کمپنی میں ملازم تھے، لہٰذا ہم دونوں اکٹھے سروس کرتے رہے۔ اسی زمانے میں قادیانی مسئلے پر مارشل لاء لگ گیا اور جماعت کی ساری قیادت گرفتار ہو گئی۔ پھر کراچی میں ایک اجتماع بلایا گیا، اس اجتماع میں فیصلہ ہوا تو سلطان احمد صاحب کو امیر جماعت اور مجھے قیم بنایا گیا۔ ایک سال تک ہم دونوں نے جماعت چلائی۔ یہ 1953ء کی بات ہے، پھر جماعت کی قیادت رہا ہو گئی تو ہم فارغ ہو گئے۔ سروس تو میں نے چھوڑ دی تھی، پھر حکیم اقبال حسین مرحوم، شیخ سلطان شاہ اور میں، ہم تینوں نے مل کر ایک دوا سازی کا ادارہ بنایا۔ حکیم اقبال حسین صاحب چونکہ ہمدرد دواخانے سے منسلک تھے، وہ سارے کام سے واقف تھے، پھر وہ دوا سازی کا ادارہ برنس ریکارڈ روڈ پر تھا جو ہم کئی سال تک چلاتے رہے۔

قربانی: حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کی عظیم سنت

مسجد دارالسلام باغ جناح، لاہور میں بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے خطاب عیدالاضحیٰ کی تلخیص

حضرات! آپ کے علم میں ہے کہ حج اور عیدالاضحیٰ کا سارا معاملہ حضرت ابراہیمؑ کی شخصیت اور سیرت کے گرد گھومتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی تین نسبتیں ہیں جو بہت بلند ہیں۔ ایک یہ کہ آپ امام الناس ہیں، اور امام الناس کا یہ منصب آپ کو شدید امتحانات میں سے کامیابی سے گزر کر حاصل ہوا ہے۔ دوسرے یہ کہ آپؑ ابوالانبیاء ہیں۔ سینکڑوں نبی آپ کی نسل میں آئے ہیں۔ آپ کی تین بیویوں سے تین نسلیں چلیں اور تینوں کے اندر انبیاء آتے رہے۔ حضرت سارہ کی اولاد میں سے حضرت اسحاق کی طرف سے نبوت کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت ہاجرہ کی اولاد میں سے حضرت اسمٰعیلؑ اور پھر نبی اکرم ﷺ اور اسی طرح قطورہ میں سے بھی حضرت شعیبؑ۔ اور تیسری نسبت یہ کہ آپ خلیل اللہ ہیں۔

قرآن کے نزدیک ہم دنیا میں جو زندگی بسر کر رہے ہیں یہ ہماری کل زندگی نہیں ہے۔ یہ زندگی تو امتحانی وقفہ ہے۔ اصل زندگی تو موت کے بعد شروع ہوگی۔

تو اسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ
جاوداں پیہم دواں ہر دم جواں ہے زندگی

یہ موت و حیات کا سلسلہ اللہ نے ایک لمبی زندگی میں سے ایک حصے کے طور پر ہمیں عطا کیا ہے، مقصد کیا ہے، یہ کہ اللہ انسان کو آزمائے کہ کون ہے جو اچھے عمل کرنے والا ہے۔ فرمایا:

﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (الملک:2)

"اسی نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے۔"

اب یہ امتحانات اور آزمائشیں ہر شخص کو درپیش ہوتے ہیں۔ لیکن ان امتحانات کا ایک مکمل نقشہ حضرت ابراہیمؑ کی شخصیت میں نظر آتا ہے۔ دیکھئے، سب سے پہلا امتحان ہر انسان کا یہ ہے کہ اپنے رب کو پہچانے۔ انسان خود بخود نہیں آیا، کسی کا بھیجا ہوا ہے، خود بخود پیدا نہیں ہو گیا کسی کا پیدا کردہ ہے، لیکن یہاں آ کر اس پر مادی پردے طاری ہو جاتے ہیں جو اللہ کی معرفت میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ تو انسان کا پہلا امتحان یہ ہے کہ اگر اس کی عقل سلیم ہے، فطرت صحیح ہے تو اللہ کو پہچانے۔ حضرت ابراہیمؑ بھی اس امتحان سے دوچار کیے گئے۔ اس زمانے میں تین قسم کے شرک تھے، ایک بت پرستی، دوسرا ستارہ پرستی اور تیسرا سیاسی شرک تھا۔ سیاسی شرک کا مظہر نمرود کا دعویٰ خدائی تھا۔

> شرک سے مراد صرف بت پرستی نہیں ہے، غیر اللہ کی حاکمیت کا تصور بھی شرک ہے۔ حاکمیت کا اختیار اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ حاکمیت عوام کی ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے عوام کو خدا بنا دیا

حضرت ابراہیمؑ کی فطرت سلیمہ اور عقل سلیم ان میں سے ہر ایک کی نفی کرتی چلی گئی، اس کے اندر بھی الوہیت نہیں ہو سکتی، اس میں بھی نہیں ہو سکتی، ان تمام منزلوں کو طے کر کے بالآخر وہ پہنچ گئے

﴿اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ﴾ (الانعام)

"میں نے سب سے یکسو ہو کر اپنے تئیں اسی ذات کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔"

گویا میں نے تو تمام ان باطل معبودوں سے صرف نظر کر کے اور اپنی نگاہ جمالی ہے اس ذات پر جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ میرے نزدیک چاند، سورج اور ستارے ہرگز الٰہ نہیں ہو سکتے، کہ یہ ڈوب جانی والی چیزیں ہیں۔ ان کے لیے دوام نہیں ہے۔ میرا معبود وہ اللہ تعالیٰ ہے، جس کے لیے دوام اور ہیشگی ہے۔ شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں حضرت ابراہیمؑ نے توحید کو پہچانا، یہ ان کی پہلی کامیابی تھی۔

اب اس کے بعد امتحان شروع ہوتا ہے استقامت کا۔ ہدایت تو مل گئی، لیکن ہدایت پر قائم رہنا یہ ایک دوسرا مسئلہ ہے، کیونکہ اب تکالیف آئیں گی، مصائب آئیں گے، اندازہ کیجئے جب حضرت ابراہیمؑ نے بت خانے میں داخل ہو کر بتوں کو توڑا ہوگا تو کیا قیامت صغریٰ برپا ہوئی ہو گی۔ اگر آج بنارس (ہندوستان) میں کوئی شخص بت خانے میں داخل ہو کر ان کے بتوں کو توڑ دے تو کیا ہوگا۔ آپؑ نے تمام بت توڑ دیے سوائے ایک بڑے بت کے اور تیشہ اس بت کے کندھے پر رکھ دیا۔ جب لوگوں نے ٹوٹے ہوئے بتوں سے متعلق حضرت ابراہیمؑ سے پوچھا تو آپ نے کہہ دیا کہ اس سے پوچھو۔ واقعاتی شہادت تو یہ ہے کہ بتوں کو اس نے توڑا ہوگا۔ کیونکہ باقی سارے ٹوٹ گئے اور یہ کھڑا ہے۔ قوم کے لوگ کہنے لگے، ابراہیمؑ تم جانتے ہو کہ یہ بات نہیں کر سکتا۔ اب آپؑ نے فرمایا، تف ہے تمہارے اوپر، تم ایسی ہستیوں کو پوجتے ہو جو بات نہیں کر سکتیں، جواب نہیں دے سکتیں۔ اس کے لیے جو ہمت درکار ہے اس کا آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔

اب آپ کو بادشاہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے کہا، میں ہوں خدا، حضرت ابراہیمؑ کہنے لگے کہ میں تو اس خدا کو مانتا ہوں جو زندہ رکھتا ہے اور مارتا ہے۔ بادشاہ کٹ حجتی پر آ گیا۔ کہنے لگا، یہ تو میں بھی کرتا ہوں۔ چنانچہ اس نے قید خانے سے دو قیدی منگوائے، ایک کی گردن اڑا دی اور ایک کو چھوڑ دیا اور کہنے لگا، دیکھو میں نے اپنے اختیار

سے ایک شخص کو بچالیا اور ایک کو مار دیا۔ اب اُسے مسکت جواب کی ضرورت تھی۔ چنانچہ آپؑ نے فرمایا، میرا رب وہ ہے جو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے، اگر تو ربوبیت کا مدعی ہے تو اسے مغرب سے نکال کر دکھا۔ اس پر بادشاہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔ اب اس کے بعد ایک اور امتحان آیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک بہت بڑا آلاؤ بناؤ اور اس نوجوان کو اُس کے اندر جھونک دو۔ چنانچہ ایک بڑا الاؤ بنایا گیا۔ اس میں آگ دہکائی گئی۔ اوپر مکان بنایا گیا، وہاں سے پھینکنا تھا۔ بادشاہ اور اُس کے مصاحبوں کا خیال تھا کہ جوان خون ہے، لہٰذا یہ نوجوان ابھی بڑھ چڑھ کے بول رہا ہے، لیکن جب اسے آگ کا آلاؤ دکھائی دے گا اور موت نظر آئے گی تو اس کی ہمت جواب دے جائے گی۔ یہ دراصل ان لوگوں نے تو ایک چال چلی تھی کہ کسی طریقے سے حضرت ابراہیمؑ کو ڈرا کر اس موقف سے واپس لایا جائے، لیکن وہ ناکام ہوئے، حضرت ابراہیمؑ کا معاملہ کیا ہوا؟ علامہ اقبال کہتے ہیں ؎

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

وہ دل جو اللہ کی محبت سے سرشار تھا، اس نے ایک لمحہ کے لیے بھی کوئی ہچکچاہٹ نہیں کی، بلکہ بے خطر اس آگ کے اندر کود پڑا۔ لیکن آگ نے آپ کو نہیں جلایا، کیونکہ اللہ نے آگ کو گل و گلزار بنا دیا۔

رسولوں کے باب میں اللہ کا یہ قاعدہ رہا ہے کہ جب کوئی قوم اپنے رسول کے قتل پر آمادہ ہو جاتی ہے، تو رسول کو حکم ہوتا ہے کہ وہاں سے ہجرت کر جاؤ، اس کے بعد اس قوم پر عذاب آتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی قوم پر کوئی عذاب آیا یا نہیں، اس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔ لیکن عمومی قاعدہ یہی ہے۔ تو حضرت ابراہیمؑ نے اس واقعے کے بعد طے کیا کہ میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں، میں کہیں اور چلا جاؤں گا۔ اب میں یہاں نہیں رہوں گا۔ اور ساتھ ہی یہ دُعا کی اے اللہ! مجھے نیک اولاد عطا فرما۔ اس کے بعد کی حضرت ابراہیمؑ کی زندگی کا بڑا حصہ مہاجرت میں گزرا۔ آپ عراق میں پیدا ہوئے تھے، اور عراق سے ہجرت کر کے شام گئے۔ شام سے فلسطین پہنچے۔ فلسطین سے مصر گئے۔ اور اس کے بعد مصر سے آ کر پھر مستقل ڈیرہ فلسطین میں لگا لیا، لیکن وہاں سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے ایک بیٹے اور بیوی حضرت ہاجرہ کو لے جا کر حجاز کی وادی میں آ گئے، جہاں گھاس تک نہیں اُگتی۔ اب جیسے جیسے بیٹا جوان ہو رہا تھا، یوں سمجھئے کہ بوڑھے باپ کی رگوں کے اندر توانائی آ رہی تھی۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ میرا بیٹا میرے ساتھ، میرے مشن کے اندر شریک بنے گا، جو کام میرے ذمے اللہ نے لگایا تھا، وہ میرے بعد میرا بیٹا جاری رکھے گا، لیکن یہ کہ انہیں معلوم نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سب سے بڑا امتحان ابھی آنا ہے، جس سے بڑے امتحان کا تصور ممکن نہیں، وہ امتحان کیا ہے، اُس کے بارے میں فرمایا:

﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى﴾

(الصّٰفّٰت:102)

"جب وہ ان کے ساتھ دوڑنے (کی عمر) کو پہنچا تو ابراہیم نے کہا کہ بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ (گویا) تم کو ذبح کر رہا ہوں تو تم سوچو کہ تمہارا کیا خیال ہے۔"

یہ خواب دیکھ کر آپ حیران ہوئے، دوسری رات پھر یہ خواب دیکھا، تیسری رات پھر دیکھا۔ نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے، غلط نہیں ہوتا۔ اب بیٹے سے بات کی اے بیٹے! میں پے بہ پے خواب میں دیکھ رہا ہوں، بار بار دیکھ رہا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں، تو اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے۔ بیٹا جو بڑا حلیم الطبع اور بردبار تھا، جس کی عمر اُس وقت 13 برس تھی بولا:

﴿قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ﴾

"انہوں نے کہا کہ ابا جو آپ کو حکم ہوا ہے وہی کیجیے۔ اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابروں میں پائیں گے"

پھر کیا ہوا؟

﴿فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ﴾ (الصّٰفّٰت)

"جب دونوں نے حکم مان لیا اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا۔"

جب ان دونوں نے اللہ کی مرضی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ "اَسْلَمَا" باب افعال سے تثنیہ مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ اس سے اس کا مصدر اسلام آتا ہے۔ اسلام کے معنی کیا ہیں۔ اللہ کی مرضی کے سامنے اپنی مرضی کو بچھا دینا، گرا دینا، سرنڈر کر دینا۔ یہی اسلام ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے یہ نہ سوچا کہ اکلوتا بیٹا ہے، 87 برس کی عمر میں ہوا ہے، اس سے بڑی اُمیدیں وابستہ ہیں۔ اسے کیسے ذبح کروں بلکہ یہ خیال کیا کہ یہ اللہ کا حکم ہے، جسے مجھے بہر صورت پورا کرنا ہے۔ لہٰذا بیٹے کو زمین پر پیشانی کے بل لٹا دیا۔ پیشانی کے بل لٹانے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ اپنے اندر کوئی کمی تھی، یا بیٹے کی طرف سے کسی مزاحمت کا کوئی اندیشہ تھا بلکہ ایسا اس لئے کیا کہ کہیں محبت پدری جوش مار جائے اور عین وقت پر کہیں ہاتھ ڈگمگا نہ جائیں۔ آپ نے چھری چلائی مگر اُس نے گلا نہیں کاٹا۔ اور اسی وقت ندا آ گئی:

﴿وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰۗـؤُا الْمُبِيْنُ ۝﴾ (الصّٰفّٰت)

"تو ہم نے ان کو پکارا کہ اے ابراہیم تم نے خواب کو سچا کر دکھایا۔ ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں۔ بلاشبہ یہ صریح آزمائش تھی۔"

اس آزمائش میں بھی آپ سرخرو ہو کر نکلے۔

﴿وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ﴾

(الصّٰفّٰت)

"اور ہم نے ایک بڑی قربانی کو ان کا فدیہ دیا اور پیچھے آنے والوں میں ابراہیم کا (ذکر خیر باقی) چھوڑ دیا۔"

اب اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ اسی وقت جنت سے ایک مینڈھا آیا جو حضرت اسمٰعیلؑ کی جگہ پر ذبح ہوا، اور دوسری تعبیر یہ ہے، کہ آپ کی یہ سنت ہمیشہ کے لیے جاری کر دی گئی ہے۔ ہم جو قربانی کرتے ہیں یہ اسی قربانی کا تسلسل ہے۔ صحابہؓ نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسولؐ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: "یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کی سنت ہے" البتہ ہمارے لیے جو لمحہ فکریہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ تو بیٹے کو ذبح کرنے پر آمادہ ہو گئے، کیا ہماری یہ قربانی کہیں اس درجے میں ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ ایک نشانی ہے، شعائر اللہ میں سے ہے اور یہ شعائر اللہ بھی اہم ہوتی ہیں۔ شعائر اللہ علامات ہوتی ہیں۔ مثلاً خانہ کعبہ بھی شعائر اللہ میں سے ہے۔ صفا اور مروہ شعائر اللہ ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قربانی کے جانوروں کو بھی شعائر بنا دیا ہے۔ اس کے ذریعے سے شعور حاصل کرو کہ زندگی کا مقصد کیا ہے۔

حضرات! اگر آپ کا کسی درجے میں بھی حضرت ابراہیمؑ کے اتباع کا ارادہ ہے، تو آج ہی یہ طے کر لیجیے کہ اپنی اولاد کو دنیا کے لیے نہیں بلکہ دین کے لیے تیار کرنا ہے۔ اگر آپ یہ طے کر لیتے ہیں تو پھر اپنی وہ اُمنگیں جو اولاد سے وابستہ ہیں ان کو ذبح کریں، اور خلوص دل سے یہ دعا کریں اے اللہ میرے اس بیٹے کو، میری اس اولاد کو اپنے دین کے لیے قبول کر لے۔ اگر ہماری نیت یہ ہو جائے تو کسی نہ کسی درجے میں ہماری قربانی کی بھی کچھ نہ کچھ مناسبت حضرت ابراہیمؑ کی اس قربانی کے ساتھ ہو جائے گی۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کی رضا کے لئے اپنے جذبات کو قربان کریں، اپنے مفادات کو قربان کریں، یہ بھی میں اس اعتبار سے کہہ رہا ہوں کہ عنقریب اس ملک کے اندر سیکولر طاقتوں اور مذہبی طاقتوں میں بڑا تصادم ہونے والا ہے

جس کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے اعتزاز حسن نے کہا کہ بس ہم انتخابات کے بعد حکومت کو عدلیہ کی بحالی کے لیے تین ہفتے دیں گے، اور اگر 3 نومبر والی عدلیہ بحال نہ کی گئی تو ہم تحریک چلائیں گے اور اس کے آثار بھی موجود ہیں۔ بعض جماعتیں اس کے لیے بائیکاٹ کر رہی ہیں، پھر یہ کہ جو کچھ سوات میں ہو رہا ہے، میران شاہ میں اور بلوچستان میں ہو رہا ہے، آخر ہر چیز کا ایک نتیجہ نکلتا ہے، اگر آئندہ برسراقتدار آنے والی حکومت نے بھی اسلامی نظریے اور مدارس کے خلاف اقدامات جاری رکھے تو مدارس کے طلبہ اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ لال مسجد کے سانحہ کے بعد عربی مدارس کے طلبہ کے اندر ایک لہر دوڑ گئی ہے، ایک کرنٹ دوڑ گیا ہے، اب ان کے اندر جذبہ ہے، وہ اس کے لیے کھڑے ہو جائیں گے، میدان میں آ جائیں گے۔ تو اس ملک کے اندر یقیناً آثار یہ ہیں کہ سیکولر الحادی، مشرکانہ قوتیں اور دینی قوتوں میں تصادم ہو جائے۔ یاد رہے کہ شرک سے مراد صرف بت پرستی نہیں ہے، شرک سے مراد غیر اللہ کی حکومت بھی ہے، یہ سب سے بڑا شرک ہے۔ حاکمیت کا اختیار اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں Sovereignty belongs to the people، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے عوام کو خدا بنا دیا ہے۔ انہیں اختیار دے دیا کہ جو چاہیں قانون بنا دیں، یہ کفر ہے، یہ شرک ہے۔ اسلام کے نزدیک حاکمیت صرف اللہ کا حق ہے۔ لہٰذا جہاں اُس نے کوئی حکم دے دیا ہے یا کسی کام سے روک دیا ہے وہاں تمام کے تمام انسان مل کر بھی اُس کے منافی قانون نہیں بنا سکتے، اگر ایسا کرتے ہیں تو یہ گویا کہ اللہ سے بغاوت ہے۔ البتہ جہاں اللہ اور اُس کے رسول کا کوئی حکم نہیں ہے، وہاں باہمی مشورہ سے قانون سازی کریں۔ بہرحال ہمارے ملک کے حالات ایک بڑے logical end کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ تو ہمیں انفرادی طور پر تیار ہونا چاہیے کہ ہم اپنے جذبات، اپنے مفادات، اپنی مصلحتوں کو قربان کریں، جب آپ بکرے کی گردن پر چھری پھیریں تو اس وقت یہ خیال کیجیے کہ اے اللہ میں اپنے جذبات و خواہشات پر بھی یہ چھری پھیر رہا ہوں، اے اللہ میری اس چھری کو صرف اس بکرے کے اعتبار سے نہیں میرے جذبات و خواہشات کے اعتبار سے بھی قبول فرما۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی قربانیوں کو طرح قبول فرمائے۔ آمین (تلخیص: محبوب الحق عاجز)

تنظیم	اسلامی	کا	قیام
نظام	خلافت	کا	قیام

روداد

تنظیم اسلامی لاہور کے زیر اہتمام

اسلام کی معاشرتی اقدار کے حق میں اور

فحاشی و عریانی کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

27 دسمبر بروز جمعرات تنظیم اسلامی لاہور کے زیر اہتمام اسلام کے معاشرتی نظام کے حق میں اور فحاشی و عریانی کے خلاف شام چار بجے چیرنگ کراس مال روڈ پر ایک مظاہرہ منعقد کیا گیا جس میں رفقاء تنظیم اسلامی کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ شرکاء نے ہاتھوں میں بینر اور ٹی بورڈز اُٹھا رکھے تھے۔ مظاہرہ کی قیادت قائم مقام امیر تنظیم اسلامی لاہور ڈاکٹر عارف رشید نے کی۔ اس موقع پر تجمل حسن میر نے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج ہمارا معاشرہ جس زبوں حالی کا شکار ہے، اُس کی وجہ اُس وعدہ سے انحراف ہے، جو مسلمانوں نے پاکستان حاصل کرتے وقت اللہ تعالیٰ سے کیا تھا کہ یا اللہ ہمیں ایک خطۂ زمین عطا فرما جس میں ہم تیرے پسندیدہ دین اسلام کے نظام عدل اجتماعی کو نافذ کر سکیں۔ جب پاکستان بن گیا تو نفاذ اسلام کی تحریک اپنوں کی غلطیوں اور دشمنوں کی سازش کی نظر ہو گئی۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج پاکستانی قوم اخلاقی دیوالیہ پن کا شکار ہو کر دنیا پرستی میں غرق ہے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر فرقہ پرستی کے تعصب میں مبتلا ہے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ معاشرتی نظام ایک ایسے طاغوتی نظام کا حصہ ہے جس کا مقصد عوام کو پاکستان کی حقیقی منزل سے غافل رکھنا ہے۔ میڈیا کے ذریعے دنیوی تعیشات اور آسائشوں کی اتنی ترغیب اور لالچ دی جاتی ہے کہ نوجوان نسل دنیوی زندگی کی کامیابی اور ترقی کو ہی مقصد زندگی سمجھتی ہے۔ نام نہاد روشن خیالی کے نام پر میڈیا کے ذریعے شرم و حیا اور پردے کے تصورات کو ختم کیا جا رہا ہے اور فحاشی و عریانی کو عام کیا جا رہا ہے جبکہ منکرات کے خلاف آواز اٹھانے والوں کو انتہا پسند اور رجعت پسند قرار دے دیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی ذاتی مفادات کی سوچ سے اوپر اُٹھ کر اس ظالمانہ نظام کو بدلنے کے لئے حقیقی اسلامی انقلاب کی جدوجہد کو مقصد حیات بنانا ہوگا۔

تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظم تربیت شاہد اسلم نے کہا کہ عورت کو اللہ نے وہ مرتبہ دیا ہے کہ جنت کی حوریں رشک کرنے لگیں۔ خالق کائنات نے اس کے قدموں تلے جنت رکھ دی۔ اسے ایسی ردا پہنائی کہ شیطانِ لعین دست درازی نہ کر سکے۔ مگر یہ شیطان بڑا چال باز ہے۔ اس نے آزادیٔ نسواں کا ایسا نعرہ لگایا کہ عورت عفت و عصمت کے قلعے کو چھوڑ کر زرق برق لباس زیب تن کر کے بازاروں کی زینت بن گئی۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کی عصمت کی حفاظت کے لئے بے حیائی کو حرام کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دراصل مغرب نے صلیبی جنگوں سے یہ سبق سیکھا تھا کہ ان ایمان والوں کو تم زیر نہیں کر سکتے جب تک ان کو بے غیرت نہ بنا دو کیونکہ یہ جان تو دے دیتے ہیں لیکن عزت و آبرو کا سودا نہیں کرتے۔ اس لئے وہ ایسا حربہ اختیار کر رہے ہیں کہ غیرت مسلمان کے دل سے نکال دی جائے۔ سب سے بڑا ہتھیار جو انہوں نے استعمال کیا ہے وہ نظام تعلیم ہے جس کے ذریعہ عورت کی سرشت کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دشمن کو ناکام بنانے کی واحد راہ یہ ہے کہ ہم اپنے دین کو اپنے ملک میں نافذ کرنے کی جدوجہد کو اپنائیں اور رسول عربی ﷺ کے ارشاد کہ: ''حیا اسلام کا خلق ہے'' کے مطابق خود بھی باحیا بنیں اور بے حیائی کو معاشرے سے بھی ختم کریں اور پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی ریاست بنائیں، وگرنہ کہیں ہم خود اللہ کے دشمنوں میں شامل نہ ہو جائیں۔

مظاہرین نے جو ٹی بورڈز اُٹھا رکھے تھے اُن پر درج ذیل نعرے درج تھے:

1۔ باشرم و باحیا بندۂ مومن باصفا 2۔ فروعی مسائل کو چھوڑو بے حیائی، فحاشی کے زور کو توڑو

3۔ حیاء نصف ایمان ہے بے حیاء انسان حیوان ہے

4۔ دجالیت کا آخری فتنہ..... فتنۃ النساء اے پاکستانی اس سے اپنے ملک کو بچا

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

خدا کا حکم ماننا ہے یا......؟

چودھری رحمت الٰہی جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر ہیں۔ آپ 1923ء میں جہلم میں پیدا ہوئے۔ گریجویشن کرنے کے بعد فوج میں ملازمت اختیار کر لی۔ دورانِ ملازمت جب اُن کے سامنے یہ سوال آیا کہ خدا کا حکم ماننا ہے یا فوج کا، تو انہوں نے برملا کہا کہ وہ پہلے خدا کا حکم مانیں گے، آپ کا کورٹ مارشل ہوا اور ملازمت سے برطرف کر دیئے گئے۔ ہفت روزہ فرائیڈے اسپیشل نے اپنی اشاعت 9 اکتوبر 2007ء میں اُن کا ایک مفصل انٹرویو شائع کیا، جس میں انہوں نے جماعت اسلامی کے قیام، قیامِ پاکستان اور جماعت کا کردار، ضیاء الحق کے دورِ حکومت، آئین میں سترھویں ترمیم اور پرویز مشرف کے دورِ اقتدار پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اس انٹرویو کے چند اقتباسات ندائے خلافت میں شائع کئے جا رہے ہیں، جو تحریکی کارکنوں بالخصوص رفقائے تنظیم اسلامی کے لئے سبق آموز ہیں۔ (ادارہ)

فرائیڈے اسپیشل: ابتدائی حالات اور تحریکی زندگی کے سفر کے بارے میں بتایئے؟

چودھری رحمت الٰہی: تعلیمی ادوار کے بعد علاقے کی روایت کے مطابق فوج میں ملازمت اختیار کی، تقریباً سات سال تک فوج میں سروس کی۔ اسی دوران 1944ء میں مجھے تحریک اسلامی کا لٹریچر ملا اور وہ پڑھنے کے بعد میرا سارا رجحان تحریک کی طرف ہو گیا، پھر اس کے بعد میں نے فوج سے ایک دو مرتبہ استعفیٰ دیا لیکن چونکہ وہ جنگ کا زمانہ تھا، لہٰذا مجھے وہاں سے فارغ نہیں کیا گیا۔ بالآخر ایک مسئلے پر میرا کورٹ مارشل ہوا، جس کی وجہ سے مجھے فوج سے فارغ کر دیا گیا اور پھر 1947ء کے آغاز میں جب دارالاسلام کا اجتماع ہوا تو میں اس میں شریک ہوا۔ اجتماع سے واپس میں اپنے گھر تو آ گیا لیکن فوراً بعد ہی دارالسلام مرکز چلا گیا اور پھر وہاں سے جماعتی زندگی کا آغاز ہوا۔ پھر جب پاکستان بنا تو ہجرت کر کے سب لوگوں کے ساتھ لاہور آ گیا اور یہاں مرکز کے ساتھ میں رہا۔

فرائیڈے اسپیشل: آپ جس دور کی بات کر رہے ہیں اُس وقت تو فوج میں جانے پر لوگ فخر محسوس کرتے تھے اور آپ چھوڑنا چاہتے تھے۔ اس کی کیا وجہ تھی؟

چودھری رحمت الٰہی: تحریک سے متاثر ہونے اور مولانا مودودیؒ کی کتابیں پڑھنے کے بعد ظاہر ہے آدمی کا ذہن صاف ہو جاتا ہے، پھر یہ احساس بھی مجھے ہو گیا تھا کہ میں جس فوج کا حصہ ہوں وہ تو ایک باطل کی خدمت کرنے والی فوج ہے۔ لہٰذا مجھے اس میں حصہ نہیں لینا چاہئے۔

فرائیڈے اسپیشل: کورٹ مارشل کی کیا تفصیلات ہیں؟

چودھری رحمت الٰہی: اس کی تفصیلات یہ ہیں کہ 1945ء کے آخر میں جنگ ختم ہو چکی تھی اور میں ملائیشیا میں تھا۔ ملائیشیا میں سروس کے دوران ہی فوج کا ایک قاعدہ ہے کہ ہر روز شام کو رول کال پریڈ ہوتی ہے جس میں سب لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اُس بار مینچ کی وجہ سے پریڈ لیٹ ہو گئی اور اسی دوران مغرب کا وقت ہو گیا تو ہم نے (میں اور شکر الدین صاحب) نے مغرب کی نماز کی اجازت چاہی لیکن ہمیں ڈانٹ کر واپس کر دیا کہ ہم لوگوں نے بھی نماز پڑھنی ہے، ٹھیک جب پریڈ ختم ہو جائے گی تو تم بھی نماز پڑھ لینا۔ اس کے بعد 10 منٹ اور گزر گئے، ہم نے پھر درخواست کی تو پھر بھی یہی جواب ملا۔ اس کے بعد ہم دونوں وہ پریڈ چھوڑ کر نماز کے لئے چلے گئے۔ اس پر ہماری گرفتاری ہوئی اور پھر کورٹ مارشل ہوا۔ کورٹ مارشل کے دوران ویسے تو شاید ہمیں نہ معلوم کچھ اور ہوتا لیکن اس میں سوال جواب ہوا اور اس میں ہم سے انہوں نے Clearly پوچھا کہ اگر آپ کے سامنے ایک جانب خدا کا حکم ہے اور دوسری طرف فوج کا حکم ہے تو آپ کس کی تعمیل کریں گے؟ تو ہم نے ظاہر ہے کچھ اور تو نہیں کہنا تھا، ہم نے کہا پہلے ہم خدا کا حکم مانیں گے پھر فوج کا حکم بعد میں مانیں گے۔ اس بات پر ہمیں سزا ہو گئی۔ شکر الدین صاحب سپاہی تھے تو انہیں ایک سال کی سزا ہوئی اور میں چونکہ نان کمیشنڈ آفیسر (NCO) تھا تو مجھے تین مہینے کی سزا ہوئی۔ ایک سال کی سزا والے تو سول جیل میں چلے جاتے ہیں اور میں نے تین مہینے جیل میں کاٹے اور اس کے ساتھ ہی مجھے ملازمت سے برطرف کر دیا گیا اور میرے سارے حقوق ضبط کر لئے گئے اور کوئی واجبات نہیں دیئے گئے۔

فرائیڈے اسپیشل: مولانا مودودیؒ سے پہلا تعارف کب ہوا؟

چودھری رحمت الٰہی: یہ اُس وقت کی بات ہے جب مولانا کا گردے کا پہلا آپریشن ہوا، اس کے بعد سیالکوٹ کے قریب ہی ایک گاؤں ہے، وہاں چودھری محمد اکبر مرحوم (جماعت کے ابتدائی لوگوں میں سے تھے) کا گھر تھا اور چودھری محمد اکبر بڑے تھے اور چودھری محمد اشرف چھوٹے تھے۔ ان کے گھر پر مولانا مودودیؒ آرام کی غرض سے ٹھہرے ہوئے تھے۔ اسی دوران وہاں اجتماع ہوا، اس میں مولانا نے شہادتِ حق والی تقریر کی۔ میں بھی اُس زمانے میں اپنی ڈیوٹی کے سلسلے میں وہاں (فوج میں) تعینات تھا۔ ویسے تو اجازت نہیں تھی، میں چلا جاتا تھا چوری چھپے۔ وہاں میں نے مولانا مودودیؒ کو دیکھا اور مصافحہ ہوا۔ بات چیت تو نہیں ہوئی لیکن شہادتِ حق والی تقریر سنی۔

جماعت نے ایک درس گاہ قائم کی تھی۔ مولانا امین احسن اصلاحی، مولانا غازی عبدالجبار، مولانا مسعود عالم ندوی اس کے اساتذہ میں تھے۔ یہ راولپنڈی میں قائم تھی۔ پھر میں اس درس گاہ میں پڑھنے کے لیے چلا گیا لیکن بدقسمتی سے لوگ نہیں آئے، ہم صرف تین آدمی آئے۔ یہ درس گاہ چار چھ مہینے چلتی رہی۔ ظاہر ہے کہ تین آدمیوں سے درس گاہ تو نہیں چلتی، پھر وہ ختم ہو گئی۔ چونکہ میں راولپنڈی میں اسی درس گاہ کے سلسلے میں تھا اور مولانا مسعود عالم ندوی مرحوم کا بھی راولپنڈی میں قیام تھا، پھر میں نے ان سے درخواست کی کہ میں عربی سیکھنا اور پڑھنا چاہتا ہوں تو انہوں نے مجھے پڑھانا شروع کیا، لیکن وہ بھی چند مہینے میں ان سے پڑھ سکا، وہ مشرقِ وسطیٰ کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ پھر میں نے ان سے بات کی کہ مجھے اور پڑھنا تھا اور آپ اب جا رہے ہیں تو میں کیا کروں؟ انہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ بھئی میرے کولیگ ہم سفر مولانا محمد ناظم ندوی انڈیا سے کراچی آ گئے ہیں، اگر تم کراچی چلے جاؤ، میں ان سے کہوں گا تو وہ پڑھا دیں گے۔ پھر میں کراچی چلا گیا۔ مولانا ناظم ندوی سے بھی دو چار مہینے پڑھ سکا، کیونکہ وہ دوبارہ انڈیا چلے گئے۔ میرا تو بالکل کوئی نہیں تھا، جس مقصد کے لیے کراچی گیا تھا وہ پورا نہ ہوا تو پھر میں نے سروس کر لی۔ اُس زمانے میں لیاقت علی خان وزیراعظم تھے۔ ان کے دفتر میں (باقی صفحہ نمبر 4 پر)

خلافت کا مفہوم

مفسرین قرآن کی نگاہ میں

مرزا ندیم بیگ

اسلام دنیا کا دین واحد ہے جس کا مطمع نظر انسانیت کی دنیا اور آخرت میں فلاح و بہبود ہے۔ اسلام کی یہ خاصیت ہے کہ جہاں وہ حیات انسانی کے فطری میلانات کی تسکین کرتا ہے، وہاں انسان کی رفعت اور روحانی سربلندی کے بھی انتظامات کرتا ہے۔ دین فطرت اسلام جس طرح سے انسان کی اقتصادی اور مادی زندگی پر محیط ہے اسی طرح وہ انسان کی روحانی زندگی کو بھی اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے۔ اسلام انسان کی عملی زندگی میں بھی پوری شان سے جلوہ گر ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں ایک ایسا ہمہ گیر اور جامع نظام وجود میں آتا ہے جس سے زیادہ جامعیت ہمہ گیری کسی اور انسانی نظام میں نہیں پائی جاتی۔ نظام اسلامی اور اس کے داعی اعظم ﷺ ہی کی یہ خاصیت ہے کہ انہوں نے جن نفوس قدسیہؓ کی تربیت کی اور انہیں انسانیت کے جس بلند ترین مقام پر پہنچایا۔ وہاں تک تمام تر ترقی کے باوجود کوئی انسان نہیں پہنچ سکتا۔ تربیت نبوی ﷺ کی کھٹالی میں تیار ہونے والی شخصیات رہبان تھیں نہ دنیا کی گہما گہمی سے کٹی ہوئیں بلکہ انہوں نے بھرپور زندگیاں بسر کیں۔ انسانی اجتماعیت کے متعلق اسلامی نقطہ نظر یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے، تاکہ احکام خداوندی کی اطاعت کرے۔ انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت ہے۔ سورۃ الذاریات میں ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۝﴾
(آیت 56)

"اور میں نے جن و انس کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری بندگی کریں۔"

اسلام کے نظام اجتماعی کو قرآن میں "خلافت" کا عنوان دیا گیا ہے۔ "خلافت" خلف یخلف سے مصدر ہے اور اس کا لغوی مفہوم "جانشینی" ہے۔ یعنی خلیفہ کو جانشین اور نائب کہا جاتا ہے۔ اصطلاحی اعتبار سے لفظ "خلافت" اللہ کی نیابت اور جانشینی کے لئے مستعمل ہے۔ اور جب لفظ خلافت کے ساتھ "راشدہ" کی صفت کا اضافہ کر دیا جائے تو اس سے مراد وہ تیس سالہ زریں دور ہے جو نبی کائنات ﷺ کے وصال پاک کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت سے شروع ہوتا ہے اور ان کے بعد حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے ادوار حکومت تک جاری رہتا ہے، اور یہ چاروں صحابہؓ خلفائے راشدین کہلاتے ہیں یعنی راست رو جانشین یا ہدایت یافتہ خلفاء۔

خلافت کے مفہوم کو مزید جاننے کے لئے مختلف مفسرین کرام کی تفاسیر کے اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

خلیفہ مالک نہیں ہوتا

اردو زبان کی مشہور تفسیر "تفہیم القرآن" میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ "اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ" کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "خلیفہ (وہ ہے) جو کسی کی مِلک میں اس کے تفویض کردہ اختیارات اس کے نائب کی حیثیت سے استعمال کرے۔ خلیفہ مالک نہیں ہوتا، بلکہ اصل مالک کا نائب ہوتا ہے۔ اس کے اختیارات ذاتی نہیں ہوتے بلکہ مالک کے عطا کردہ ہوتے ہیں۔ وہ اپنے منشا کے مطابق کام کرنے کا حق نہیں رکھتا، بلکہ اس کا کام مالک کے منشا کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ اگر وہ خود اپنے آپ کو مالک سمجھ بیٹھے اور تفویض کردہ اختیارات کو من مانے طریقے سے استعمال کرنے لگے، یا اصل مالک کے سوا کسی اور کو مالک تسلیم کر کے اس کے منشا کی پیروی اور اس کے احکام کی تعمیل کرنے لگے تو یہ سب غداری اور بغاوت کے افعال ہوں گے۔"

خلافت کی بنیاد انسانی استعداد علم ہے

پیر کرم شاہ الازہریؒ اپنی تفسیر "ضیاء القرآن" میں "اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً" کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

"دو چیزیں غور طلب ہیں (1) خلیفہ کسے کہتے ہیں؟ (2) انسان کو منصب خلافت کیوں تفویض کیا گیا؟ خلیفہ وہ ہے جو کسی کے ملک میں اس کے نائب کی حیثیت سے اس کے احکام کے مطابق عمل کرائے۔ اس منصب کے لئے انسان کے انتخاب کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ انسان کے علاوہ جتنی مخلوق ہے اُس کی استعداد علم اور اس کا دائرہ عمل محدود ہے، اور جس کی محدودیت کا یہ عالم ہو وہ اس ذات پاک کا خلیفہ نہیں بن سکتا جس کا علم، ارادہ، احکام اور تصرف غیر محدود ہے لیکن انسان جو ابتدا میں ضعیف بھی ہے اور جہول بھی اس میں وہ پایاں ناپذیر استعداد رکھ دی گئی ہے اور عقل و فہم کی وہ قوتیں ودیعت فرما دی گئی ہیں جن کے تصرفات کی حد نہیں اس لیے جملہ مخلوقات سے صرف یہی ایک مخلوق ہے جو منصب خلافت کی اہلیت رکھتی ہے۔"

خلافت اللہ کا احسان ہے

مصر کے مشہور مفسر سید قطب شہیدؒ اپنی تفسیر "فی ظلال القرآن" میں "اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً" کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ "منصب خلافت درحقیقت انسان پر اللہ سبحانہٗ کا ایک احسان عظیم ہے اور اس کی عزت افزائی ہے اور اس وسیع کائنات میں اس کے بلند مرتبے کا اعلان ہے۔ یہ مفہوم ہے "اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً" کا۔ اللہ سبحانہٗ نے زمین کی تمام کنجیاں آدم کے سپرد کر دیں اور انہیں اس خلافت کے منصب کو سنبھالنے کے لئے ضروری علم و معرفت بھی دے دیا گیا۔"

خلافت: انسان کی اطاعت کا امتحان

صاحب "تدبر قرآن" مولانا امین احسن اصلاحی مرحوم تحریر فرماتے ہیں: "اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً" خلیفہ اس کو کہتے ہیں جو کسی کے بعد اس کے معاملات سرانجام دینے کے لئے اس کی جگہ لے۔ اس وجہ سے یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا نے (انسان کو) زمین میں کس کا خلیفہ بنانے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا، اپنا یا زمین میں بسنے والی کسی پیشرو مخلوق کا؟ ایک رائے یہ ہے کہ انسان سے پہلے زمین میں جنات آباد تھے، جب انہوں نے اس میں فساد مچایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو پراگندہ و منتشر کر دیا اور ان کی خلافت بنی نوع انسانی کے سپرد فرمائی۔ دوسری رائے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں خود اپنا خلیفہ مقرر کرنے کا فیصلہ فرمایا......... دوسری رائے مختلف اعتبارات سے قوی معلوم ہوتی ہے۔ قرآن مجید نے انسان کی فضیلت کے بہت سے پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مثلاً! یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو انسان کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں، نیز اس کے بارے میں فرمایا کہ جو امانت آسمان اور زمین اٹھانے سے قاصر رہے اس کو انسان نے اٹھا لیا۔ یہ ساری باتیں اس امر کے حق میں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا ہو۔ لیکن ان تمام دلائل کے باوجود ایک سوال اس رائے سے متعلق بھی پیدا ہوتا ہے، وہ یہ کہ خلیفہ تو اس کو مقرر کرنے کی

ضرورت پیش آیا کرتی ہے جو غائب یا غیر حاضر ہوتا ہو، خدا تو نہ کبھی غائب ہوتا ہے نہ غیر حاضر، آسمان اور زمین ہر جگہ اس کی حکومت ہمیشہ رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ پھر اس کے کسی کو خلیفہ مقرر کرنے کے کیا معنی؟

یہ سوال ہمارے نزدیک کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خلیفہ بنانے کا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو زمین کے انتظام و انصرام کے معاملے میں کچھ اختیارات دے کر یہ دیکھے گا کہ انسان ان اختیارات کو خدا کی مرضی کے مطابق استعمال کرتا ہے یا خلافت پا کر مطلق العنان بن جاتا ہے اور اپنی من مرضی کرنے لگ جاتا ہے۔ یہ گویا اصل حکمران کی طرف سے ایک نائب مقرر کرنے کی شکل ہوئی اور اس نائب کے تقرر کی ضرورت یہ نہیں تھی کہ اصل حکمران کو غائب یا غیر حاضر ہونا تھا بلکہ اس نائب کو کچھ اختیارات دے کر مقصود اس کی اطاعت و وفاداری کا امتحان کرنا تھا۔''

خلافت حاکمیت کی ضد ہے

داعی تحریک خلافت پاکستان، اور بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہٗ ''خطباتِ خلافت'' میں خلافت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''یہ سوال کہ خلافت کیا ہے؟ اس کا مختصر ترین جواب یہ ہوگا کہ خلافت، حاکمیت کی ضد ہے۔ اسلام کے نزدیک حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ اس کی خوبصورت تعبیر علامہ اقبال نے یوں کی ہے۔

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آذری

چنانچہ اسلامی نقطۂ نظر سے جو کوئی بھی اپنی حاکمیت کا مدعی ہو گا وہ گویا خدائی کا دعویدار ہے۔ فرعون کا دعویٰ بھی تو یہی تھا:

﴿وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِىْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِىْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِىْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ﴾ (الزخرف)

''اور فرعون نے اپنی قوم کو پکار کر کہا کہ اے قوم کیا مصر کی حکومت میرے ہاتھ میں نہیں ہے اور یہ نہریں جو میرے (محلوں کے) نیچے بہہ رہی ہیں۔ (میری نہیں ہیں) کیا تم دیکھتے نہیں۔''

پھر سورۂ نور (آیت: 55) میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو تسلیم کرنے کا جو منطقی نتیجہ نکلتا ہے یعنی انسانوں کی خلافت، اس کا ذکر اس طرح فرمایا گیا ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ﴾

''جو تم میں سے ایمان لائیں اور عمل صالح کریں اللہ نے وعدہ کیا ان لوگوں سے کہ وہ زمین پر ان کو ضرور خلیفہ بنائے گا۔''

مطلب یہ ہے کہ انسانوں کے لئے حاکمیت نہیں، خلافت ہے۔ انسانوں کی حاکمیت خواہ شخصی ہو یا اجتماعی قرآن کی رو سے شرک ہے۔ جمہوریت کا اصول Popular Sovereignty ہے۔ یہ بھی اتنا ہی بڑا کفر و شرک ہے جتنا کسی انسان کی انفرادی حاکمیت۔ فرعونیت، اور عوامی حاکمیت میں نوعیت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔ بقول اقبال۔

دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری

انسانی حاکمیت کا عقیدہ ایک نجاست ہے۔ اب خواہ اس کا ٹنوں وزنی پیٹوکرا کسی ایک شخص کے سر پر رکھ دیا جائے خواہ تولہ تولہ ماشہ ماشہ کر کے اس نجاست کو جمہور پر تقسیم کر دیا جائے۔ شرک کا یہ نجس عقیدہ تقسیم سے بھی نجس کا نجس ہی رہے گا۔ توحید کا تقاضا تو یہ ہے کہ حاکمیت صرف اللہ کی ہے اور جب حاکمیت اللہ کی ہے تو اب انسانوں کے لئے کیا رہ گیا؟ خلافت اور صرف خلافت، چنانچہ خلافت اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا منطقی نتیجہ ہے۔

اس تصور کو سمجھنے کے لئے انگریزی دور حکمرانی کے وائسرائے کی مثال کو سامنے رکھئے۔ اُس دور میں حاکمیت ملکۂ برطانیہ یا شاہ برطانیہ کی تھی۔ دہلی میں ان کا وائسرائے ہوتا تھا۔ وائسرائے کا کام صرف یہ تھا کہ اصل حاکم کا جو حکم آ جائے اس کی تکمیل و تعمیل اور تنفیذ کرے۔ اسے کسی چوں و چرا کی جرأت نہ تھی، کیونکہ حاکمیت اس کی نہیں تھی، ہاں جن معاملات میں وہاں سے حکم نہ ملتا، وہاں وہ حکمت اور حالات کے تقاضوں کو سمجھ کر اپنی صوابدید سے فیصلہ کر سکتا تھا۔ یہ Vicegrency کا صحیح تصور ہے۔ پس فرق یہ تھا کہ اس کا حاکم ملکہ برطانیہ یا شاہ برطانیہ تھا جبکہ یہاں معاملہ شہنشاہ ارض و سماء کا ہے اور انسان کی حیثیت Vicegerent کی ہے۔

خلافت کے سلسلے میں دوسرا نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ خلافت پوری نوعِ انسانی کو عطا کی ہے۔ چنانچہ نوعِ انسانی کے جدِ امجد حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنایا گیا۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

﴿وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً﴾ (البقرہ:30)

''اور (وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (اپنا) نائب بنانے والا ہوں۔''

زمین پر خدا کی نیابت

اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں خلافت کا مفہوم یوں تحریر ہے: ''خلافت کے معنی خدا کے دیئے ہوئے اختیارات کا حامل ہونا، دوسرے معنی خدا کے اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے امرِ شرعی کے تحت اختیارات خلافت کو استعمال کرنا اور تیسرے معنی ایک دور کی غالب قوم کے بعد دوسری قوم کا اس کی جگہ لینا ہیں۔ قرآن مجید کی رو سے انسان کو خلافت الٰہی یعنی زمین پر خدا کی نیابت بخشی گئی ہے۔''

خلافت: وحدت امت کی علامت

انسائیکلوپیڈا آف برٹانیکا میں خلافت کا مفہوم یوں بیان کیا گیا ہے:

''A caliphate (from the Arabic of khilafah), is the Islamic of government representing the political unity and leadership of the Muslim world. The head of state (Calipha) has a postion based on the nation of a successor to Muhammad's political authority. ''

(خلافت (عربی لفظ خلافہ) اسلامی طرز حکومت ہے جو عالم اسلام کی سیاسی وحدت اور قیادت کی نمائندہ ہے۔ خلافت میں ریاستی سربراہ یعنی خلیفہ کو حضرت محمد ﷺ کا سیاسی اختیار رکھنے والے نائب کی حیثیت حاصل ہے۔)

خلافت: مسلمانوں کی فرمانروائی

مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''خلافت راشدہ'' میں خلافت کا مفہوم درج ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں: ''خلافت کے معنی لغت میں نیابت اور جانشینی کے ہیں کہ ایک شخص کو کسی کا قائم مقام بنایا جائے جو نیابۃً اس کا کام انجام دیتا ہے اصطلاح شریعت میں ''خلافت'' اس سلطنت اور بادشاہت کو کہتے ہیں کہ جس کے ذریعہ بطریق نیابت آنحضرت ﷺ کی شریعت نبویہ علیٰ صاحبہا الف الف صلاۃ والف الف تحیہ کو قائم اور مستحکم کیا جائے اور جو شخص نائب نبی ہونے کی حیثیت سے دین کے قائم رکھنے کا انتظام کرے، وہ خلیفہ ہے۔.......... اہل سنت کے نزدیک خلافت کے معنی سلطنت اور مسلمانوں کی فرمانروائی کے ہیں۔ پس اگر وہ خلافت نمونہ نبوت ہو تو خلافت خاصہ ہے اور اس کو خلافت راشدہ بھی کہتے ہیں کہ حکومت اصولی طور اسلام کی پابند ہے۔ بالفاظ دیگر خلافت اس حکومت اور ریاست کو کہتے ہیں کہ جس کا تمام ملکی اور ملی نظام منہاج نبوت پر ہو اور جس میں آنحضرت ﷺ کی نیابت کے طور پر وہ امور انجام دیئے جائیں جنہیں آنحضرت ﷺ بحیثیت پیغمبر انجام دیتے رہے۔''

تنظیمات: ایک اہم قانونی و دستوری ادارہ

سید قاسم محمود

ترکی میں احیائے اسلام کی تحریکوں کا تذکرہ ہو اور "تنظیمات" کا ذکر نہ ہو، یہ بہت عجیب بات ہوگی۔ تنظیمات کے بارے میں سابقہ اقساط میں کہیں کہیں سرسری ذکر ہو چکا ہے، اِس مضمون میں قدرے تفصیل سے اِس اہم قانونی و دستوری ادارے کا بیان کیا جائے گا۔

اسے تنظیماتِ خیریہ بھی کہا جاتا ہے یعنی سُود مند قانون سازی۔ تنظیمات سے وہ اصلاحات مُراد ہیں جو سلطنتِ عثمانیہ کی حکومت اور ادارے کے سلسلے میں سلطان عبدالمجید کے عہد حکومت میں جاری ہوئیں اور جن کی ابتدا اُس فرمان سے ہوئی جسے عام طور پر گُل خانہ کا "خطِ شریف" کہا جاتا ہے۔ تنظیمات کا پہلا دور 1839ء تا 1877ء اور دوسرا دور 1908ء تا 1918ء قرار دیا جاتا ہے۔ پہلے دور میں دستور سازی کی اصلاحی مُہم میں جو کسر رہ گئی تھی، وہ دوسرے دور میں پوری ہوگئی۔

تنظیمات نے اُن اصلاحات کو جاری رکھا، جنہیں سلطان سلیم ثالث اور محمود ثانی نے اس غرض سے شروع کیا تھا کہ سلطنتِ عثمانیہ کو، جو اندرونی اور بیرونی لحاظ سے کمزور ہو چکی تھی، بچایا جاسکے۔ سلطان محمود ثانی اندرون ملک میں نظام جاگیرداری کو منسوخ کرنے اور ینگی چری فوج کے رجعت پسند عنصر کی بیخ کنی کرنے میں کامیاب ہوگیا اور اس طرح داخلی معاملات میں اُس نے اپنی طاقت کو متحد و مستحکم کر لیا، لیکن وہ مصر اور یونان چھن جانے کو نہ روک سکا۔ باوجود اِس کے اس کا کام ابھی تعمیری حیثیت نہ رکھتا تھا۔ یہ کارنامہ اس کے جانشینوں، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اُس کے جانشینوں کے ماتحت افسروں کے حصے میں آیا۔ چونکہ خود سلاطین اصلاحات کے اجراء و نفاذ میں نااہل ثابت ہوئے، اس لیے اصلاحات کے اجراء و نفاذ کا کام بتدریج ترک سرکاری افسروں ہی کے ایک اصلاحی گروپ کے ذمے ہوتا گیا۔ 1839ء سے لے کر کریمیا کی جنگ کے خاتمے تک اصلاحات کی روحِ رواں مصطفیٰ رشید پاشا تھا (وفات 1858ء) جو چھ مرتبہ وزیراعظم بنا۔ اصلاحات کے دوسرے دَور میں، جس کا آغاز فرمان معروف بہ "خطِ ہمایوں" کے ذریعے فروری 1856ء میں ہُوا، مصلحین کی قیادت علی پاشا (وفات 1871ء) اور فواد پاشا (وفات 1869ء) نے کی۔ تیسرے دور کا آغاز 1871ء سے ہُوا، جس کی رہبری ترکی کی عظیم شخصیت مدحت پاشا (وفات 1883ء) نے کی تھی۔

گُل خانہ کا "خطِ شریف" کسی قسم کے افکارِ تازہ کی وجہ سے ممتاز نہ تھا۔ اِس فرمان میں سلطان نے اس بات کا اعلان کیا کہ "آج کے دن سے مابدولت کی خواہش ہے کہ ہماری ساری رعایا کی آبرو اور مال محفوظ رہے۔" "التزام" یعنی ٹیکسوں کی وصولی کو اجارے پر دینے کا قانون موقوف ہو۔ فوج میں بھرتی کا کام زیادہ باقاعدگی کے ساتھ ہُوا کرے۔ جُملہ ملزموں کے مقدمات کھلی عدالتوں میں پیش ہوں۔" یہ ضابطہ صراحت کے ساتھ وضع کیا گیا کہ رعایا کے جُملہ افراد بلا لحاظ مذہب ("اہلِ اسلام و ملل سائرہ") قانون کی نظر میں برابر سمجھے جائیں۔ "مجلسِ احکامِ عدلیہ" تو موجود ہی ہے، ضروری ایکٹ بنانے کے لیے اُس کے ارکان کی تعداد میں کچھ اضافہ کیا گیا ہے۔

> **معاہدۂ پیرس، 30 مارچ 1856ء کی رُو سے یورپی ممالک نے اقرار کیا کہ سلطنت عثمانیہ کے داخلی امور میں انہیں دخل دینے کا کوئی حق حاصل نہ ہوگا لیکن اس معاہدہ کے بعد بھی یورپی طاقتوں کی دخل اندازی کا سلسلہ ختم نہ ہوا**

[اِس شاہی فرمان کے دیباچے میں یہ بیان کر دیا گیا تھا کہ سلطنت عثمانیہ کی سابقہ خوش اقبالی قرآن مجید کے احترام کی وجہ سے تھی۔ آخر میں یہ بھی واضح کر دیا گیا تھا کہ جدید قوانین کا مقصد یہ ہے کہ "اصولِ عتیقہ" یعنی پرانے اصولوں و ضوابط میں پوری پوری تبدیلی کی جائے۔]

حقیقت یہ ہے کہ اِس خط یعنی فرمان کا مسودہ تیار کرتے وقت اگر مقصد ایک طرف یہ تھا کہ ملکی حکومت پر دوبارہ اعتماد قائم کیا جائے تو دوسری طرف یہ بھی تھا کہ یورپی ممالک (حال یورپی یونین) کو کسی طرح مطمئن کیا جائے، کیونکہ ملک کے داخلی اُمور میں اُن کے آئے روز کی دخل اندازی تشویش ناک صورت اختیار کرتی چلی جارہی تھی۔ اُس وقت تو یہ دوہرا مقصد حاصل ہوگیا، لیکن جونہی اصلاحات کے رائج کرنے کی کوشش کی گئی، بے شمار مشکلات کا سامنا ہُوا اور قدرتی طور پر حالات کا تقاضا بھی یہی تھا۔ نئے قوانین یورپی ممالک کے دستوری نظام، بالخصوص فرانس کے نظام پر مبنی تھے، اور جب انہیں جاری کیا گیا تو ملک میں ایسے مسائل اور امتیازات پیدا ہوگئے جو قدیم نظام میں کبھی اس طرح باعثِ تشویش نہ ہوئے تھے۔

چار قسم کی مصلحتیں پیشِ نظر رکھنا ضروری تھیں:

1۔ سِول اور فوجی افسروں کی مصلحتیں۔ یہ پُرانے نظام کے ماتحت سلطان کے غلام ہُوا کرتے تھے۔
2۔ آزاد مسلمان رعایا کی مصلحتیں۔ ان میں علماء کا گروہ بہت نمایاں تھا۔
3۔ غیر مُسلم رعایا کی مصلحتیں
4۔ غیر ممالک کی مصلحتیں

پہلے دو گروہوں کو یکجا کرنے میں زیادہ مشکل پیش نہیں آئی۔ انہیں مذہب نے متحد کر رکھا تھا اور سلطان محمود ثانی اور سلطان عبدالمجید سرکاری ملازموں کے جان و مال پر اپنے حقوق سے دست بردار ہو چکے تھے۔ محمود ثانی نے بھی جاگیرداری کا نظام موقوف کر کے اسلامی عناصر کو متحد کرنے میں بڑی مدد دی۔ لیکن عیسائیوں اور یہودیوں کو مسلمانوں کے برابر حقوق عطا ہونے کے باعث اس بات کا خدشہ پیدا ہوگیا کہ سلطان محمد فاتح کے وقت سے جو خود اختیاری یہود و نصاریٰ کو حاصل تھی، وہ اب اس سے محروم ہو جائیں گے۔ علمائے اسلام کے خلاف ایسی کوششوں سے، جن کے ذریعے وہ اپنے شرعی اختیارات اور حقِ ادارہ سے محروم ہو جائیں اور اسی طرح اُن مشکلات کے پیشِ نظر جو غیر مسلموں کو فوج میں بھرتی کرنے سے پیدا ہوئیں، یہ جلد ظاہر ہوگیا کہ حقوقِ مساوات مل جانے سے خود غیر مسلموں کو بڑا نفع ہی نفع نظر نہیں آتا تھا، بلکہ اِس رعایت کی وجہ سے غیر مسلم جماعتوں کی باہمی چپقلش اور اختلافات اور زیادہ بڑھ گئے تھے، اور یہ اختلاف اکثر حالات میں ایسے سنگین

تھے کہ غیر مسلموں اور مسلمانوں کے درمیان بھی ویسے سخت اختلاف نہ تھے۔ آخر میں غیر ملکی گروہ جو تعداد کے لحاظ سے تو بہت کمزور تھا، لیکن آزادیاں اور خصوصی مراعات، جو انہیں امتیازات کے ماتحت حاصل تھیں، اُن کی وجہ سے وہ ایسی حیثیت قائم کر چکا تھا، جو پہلے سے اس لیے مضبوط تر ہو گئی کہ غیر ملکی طاقتوں نے اِس حیثیت سے فائدہ اٹھایا۔ یہ فائدہ صرف اُن کی اپنی بہبودی کے لیے نہیں تھا، بلکہ اس غرض سے بھی تھا کہ غیر مسلم رعایا کی کشمکش کے سلسلے میں جو یہ رعایا اپنی خصوصی مراعات کو بدستور قائم رکھنے کے لیے کر رہی تھی، اپنے آپ کو اُن کا حامی اور محافظ بنالیں (فرانس بوجۂ خصوصی امتیازات اور رُوس بوجہ عہدۂ نامہ کو چک قینارجہ)۔ غرضیکہ تنظیمات کی راہ میں زیادہ شدید مشکلات عیسائیوں اور یہودیوں ہی کی الجھنوں کی وجہ سے پیدا ہوتی رہتی تھیں۔ چنانچہ کریٹ، بوسنہ اور ہرسک (ہرزی گووینا)، لبنان اور بلغاریہ میں بغاوتیں ہوئیں، اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ یورپی ممالک (بشمول پاپائے روم) ہمیشہ مداخلت پر اُتر آتے تھے، اور یہی وجہ تھی کہ خود ترکی میں خاصا بڑا فریق پیدا ہو گیا جو اِن تنظیمات کو سلطنتِ عثمانیہ کے مفادات کے لیے خطرناک سمجھتا تھا، لیکن جو راستہ سلطان ایک دفعہ اختیار کر چکا تھا، ترک نہیں کیا جا سکتا تھا، کیونکہ خود پُرانے ادارے بھی اب خود لوگوں کے تحفظِ حقوق کے ضامن نہ ہو سکتے تھے۔ لیکن مذہبی نقطۂ نظر سے تنظیمات کی مخالفت سامنے نہ آئی تھی۔ جب "خطِ شریف" پڑھا گیا تو شیخ الاسلام خود موجود تھے گو معلوم نہ ہوتا تھا کہ مختلف قوانین جو اِس سلسلے میں نافذ کیے گئے، اُن کی منظوری انہوں نے فتوے کے ذریعے دی۔ اس کے برعکس وزراء اور سرکاری افسر، جو اصلاحات (تنظیمات) کے نفاذ کے ذمہ دار تھے، ہمیشہ قانون شریعت کی بعض صریح دفعات کو منسوخ کرنے سے انکار کر دیتے تھے، مثلاً قتلِ مرتد یا عدالت کے روبرو غیر مسلم کی شہادت کا عدمِ جواز گو انہیں ہر ایسے قانون کے اجرا میں کوئی عذر نہ تھا جس سے شریعت کا کوئی تعلق نہ ہو۔

غرض "تنظیمات" کا نفاذ بڑی پُرآشوب فضا میں ہُوا۔ کوئی وزیر اعظم شاذ ہی کسی منصوبے یا پروگرام کو مکمل طور پر امن کے ساتھ نباہ سکتا تھا۔ اچانک وزارت معزول ہو جاتی تھی۔ پھر اچانک ہی بحال بھی ہو جاتی تھی۔ باوجودیکہ سلطان عبدالمجید اصلاحات کی طرف نسبتاً زیادہ مائل تھا، رشید پاشا 1846ء اور 1858ء کے درمیان چھ دفعہ وزیر اعظم بنا۔ عہدوں میں اِس قسم کی تبدیلیاں سلطان عبدالعزیز کے زمانے میں بھی ہوئیں، جو اپنے پیشرو سے بہت زیادہ متلون مزاج تھا۔ مدحت پاشا نے 1873ء میں صرف تین ہفتے تک وزارت کی اور دوسری بار کُل سات ہفتے ایسے وقت بھی آئے جب غیر ملکی مداخلت کی وجہ سے اچانک نئی جدوجہد کی ضرورت پیش آئی۔ یہ صورتِ حال بالخصوص پیرس کی صُلح کانفرنس سے پہلے کے مذاکرات کے وقت پیدا ہوئی۔ ترکی کے حلیف اُس وقت سلطان کو بین الاقوامی قرارداد کے ذریعے پابند کرنا چاہتے تھے کہ وہ اِن اصلاحات کا فوری نفاذ کرے جو ابھی تک التوا میں پڑی ہوئی تھیں۔ اِس کا نتیجہ "خطِ ہمایون" (فروری 1856ء) کی شکل میں نکلا جو کہنے کو سلطان نے اپنے ادارے سے جاری کیا تھا۔ معاہدۂ پیرس، 30 مارچ 1856ء کی رُو سے یورپی ممالک صریح طور پر اقرار کر کے اِس امر کو ذہن نشین کرتے ہیں کہ سلطنت عثمانیہ کے داخلی امور میں انہیں دخل دینے کا کوئی حق حاصل نہ ہو گا۔ اِس "خطِ ہمایون" کو عیسائیوں اور یہودیوں کے حقوق کی مساوات کے متعلق 1839ء کے وعدوں کی توثیق ہی سمجھنا چاہیے۔ اِس فرمان میں خاص طور پر یہ تحریر تھا کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے باہمی مقدمات کے فیصلے کے لیے مخلوط عدالتیں قائم کی جائیں گی اور اُن کے متعلق جُملہ قوانین کو جتنا جلد ممکن ہو سکا، منضبط کر دیا جائے گا۔ اسی ایکٹ میں ایک اور اہم بات یہ درج تھی کہ غیر ملکی طاقتوں کو یہ حق بھی دیا گیا کہ وہ سلطنت عثمانیہ کی حدود میں اراضی کی ملکیت حاصل کر سکیں گی۔ تاہم یورپی طاقتوں کی دخل اندازی کا سلسلہ 1856ء کے بعد بھی ختم نہ ہُوا اور 1859ء میں انہوں نے ترکی کے یورپی مقبوضات میں تحقیقات کا مطالبہ کیا۔ 1867ء میں یورپی ممالک نے سلطنتِ عثمانیہ سے پھر باز پُرس شروع کی، لیکن وہ اس بات پر آپس میں متفق نہ ہو سکیں کہ حصولِ مقصد کے لیے کون سی تدابیر اختیار کی جائیں۔ روس کا مطالبہ یہ تھا کہ انتہائی لامرکزیت کا نظام وجود میں لایا جائے، مگر فرانس نے بابِ عالی کو اِس بات پر اُبھارا کہ وہ رعایا کے مختلف طبقوں کو آپس میں ملا دینے کی حکمت عملی کو عمل میں لا کر دیکھے۔ رعایا کو آپس میں ملا دینے والا طریقہ وقتی طور پر مناسب حال سمجھا گیا۔ چنانچہ شہر غلطہ سرائے میں فرانسیسی زبان کی تعلیم کے لیے ایک ثانوی مدرسے کا افتتاح اِسی کا ایک نتیجہ تھا۔ 1870ء میں یورپ کے واقعات (مثلاً فرانس اور جرمنی کی جنگ) کی وجہ سے یورپی دباؤ کچھ کم ہو گیا۔ ٹھیک یہی وہ زمانہ ہے جس میں ترکی میں لامرکزیت کی طرف زیادہ رُجحان پیدا ہوا، لیکن طریقِ عمل کچھ ایسا تھا کہ اس سے نہ تو یورپی ممالک خوش ہوئے اور نہ غیر مسلم رعایا۔ تاہم اِس حکمتِ عملی میں تھوڑی بہت کامیابی ضروری ہوئی۔ مثلاً طرابلس اور تونس میں عثمانی حکومت کچھ مضبوط ہو گئی، لیکن اِس کا ردِ عمل بھی جلد ہی محسوس ہونے لگا۔ سلاویہ صوبوں میں 1875ء میں بغاوت ہو گئی۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ 1876ء میں قسطنطنیہ میں ایک یورپی کانفرنس کا اجلاس ہُوا، اور اُس سے اگلے سال روس سے تباہ کن جنگ چھڑ گئی، جس کی وجہ سے رومانیہ اور سربیا کے صوبے سلطنتِ عثمانیہ سے الگ ہو گئے اور بلغاریہ تقریباً خود مختار ہو گیا۔ (عہد نامہ برلن، 13 جولائی 1879ء کی رُو سے)۔

(جاری ہے)

✿✿✿✿✿

النصر لیب

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی زیرِ نگرانی ادارہ

ایک ہی چھت کے نیچے تمام اقسام کے معیاری لیبارٹری ٹیسٹ ایکسرے ای سی جی اور الٹرا ساؤنڈ کی سہولیات

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی نگاہ میں قابلِ اعتماد ادارہ

خصوصی پیکج خصوصی میڈیکل چیک اپ ☆ الٹرا ساؤنڈ ☆ ای سی جی ☆ ہارٹ ☆ ایکسرے چیسٹ ☆ لیور ☆ کڈنی ☆ جوڑوں سے متعلقہ متعدد ٹیسٹ ☆ ہیپاٹائٹس بی اور سی / Elisa Method کے ساتھ ☆ بلڈ گروپ ☆ بلڈ شوگر ☆ مکمل بلڈ اور مکمل پیشاب ٹیسٹ صرف 2000 روپے میں کروائیں۔

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔ ڈسکاؤنٹ کارڈ کا اطلاق خصوصی پیکج پر نہیں ہوگا۔

ISO 9001:2000
QMS CERTIFIED CLINICAL LAB
BY MOODY INTERNATIONAL

النصر لیب: 950۔ بی مولانا شوکت علی روڈ، فیصل ٹاؤن (نزد راوی ریسٹورنٹ) لاہور

فون: 5162185-5163924 موبائل: 0300-8400944

E-mail: alnasar@brain.net.pk Website: www.alnasar.com.pk

ایں بنوک ایں فکر چالاک یہود

ڈاکٹر طاہر ابرار

جب بینکر (عالمی مہاجن) کی ڈیزائن کی ہوئی مہنگائی اور شخصی قرضوں کے ذریعے پیدا کیا جانے والا بحران مطلوبہ ٹمپریچر تک پہنچ جائے گا تو کیا انتخابات کے بعد بننے والی پارلیمنٹ کے سامنے پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کو اقوام متحدہ کے کسی ادارے کی نگرانی میں دینے کا بل پیش کر دیا جائے گا؟ اس سوال کے جواب کے لئے مندرجہ ذیل واقعات پر غور کرنے سے سوچ کے کچھ در وا ہو سکتے ہیں۔

اشوک مترا، جو 1991ء میں انڈیا کا وزیر خزانہ رہ چکا ہے اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ 1991ء میں انڈین گورنمنٹ کو ڈیفالٹر ہونے کا خطرہ درپیش ہوا، صرف پندرہ دن کی درآمدات کے بقدر زرِ مبادلہ کے ذخائر باقی رہ گئے تھے، اور لوک سبھا کے الیکشن بھی ہونے والے تھے۔ اس صورتحال میں ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کی طرف سے ایک پیغام دیا گیا کہ آئندہ اس شخص کو وزیر خزانہ مقرر کر دیا جائے جسے پیغام دینے والے آگے کریں تو ڈیفالٹ کا پرابلم ختم ہو جائے گا، ورنہ سولی پر لٹکے رہو۔ مختصراً یہ کہ منموہن سنگھ صاحب اگلے وزیر خزانہ مقرر ہوئے اور انڈیا ڈیفالٹر ہونے سے بچ گیا۔ آج منموہن سنگھ انڈیا کے وزیر اعظم ہیں۔ یاد رہے کہ یہ صاحب ڈویلپمنٹ بینکر ہیں اور ریزرو بینک آف انڈیا کے اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں۔ اشوک مترا کی یہ کہانی غالباً 1999ء یا 2000ء میں پاکستان میں دہرائی گئی۔ پاکستان کو ڈیفالٹر کی دھمکی دی گئی۔ عالمی ذرائع ابلاغ میں شور مچ گیا کہ پاکستان ڈیفالٹر کے خطرے میں ہے۔ اس صورتحال میں سٹی بینک کے ڈویلپمنٹ بینکر شوکت عزیز کو بطور وزیر خزانہ مقرر کئے جانے پر قرضوں کی ری شیڈولنگ اور ری سٹرکچرنگ کی گئی۔ پاکستان کو ڈیفالٹ سے آزادی کا سرٹیفکیٹ مل گیا اور شوکت عزیز کو بعد میں وزیر اعظم بنا دیا گیا۔

کیا دونوں حضرات محض اتفاقاً ڈیفالٹ کے زمانے میں وزیر خزانہ بن گئے؟ کیا یہ بھی اتفاق ہے کہ بعد میں دونوں وزیر خزانہ سے ترقی کر کے وزیر اعظم بن گئے؟ کیا دونوں ملکوں میں ڈیفالٹ کا واقعہ بھی محض اتفاق تھا؟ کیا پاکستان میں شوکت عزیز کے بعد میاں محمد سومرو (جو کہ سابقہ بینکر ہیں) بھی اتفاقاً نگران وزیر اعظم بن گئے ہیں؟ جن کا دورِ حکومت خاصا طویل بھی ہو سکتا ہے اگر اتفاقاً انتخابات ملتوی ہو جاتے ہیں۔

1970ء میں نیویارک کی سٹی گورنمنٹ کے خلاف سوشل ورکرز اور مزدوروں نے مظاہرے کئے۔ وہ سہولتیں اور مراعات بڑھانے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ سٹی گورنمنٹ کے خلاف مظاہرے شدت اختیار کر گئے تو سٹی گورنمنٹ کو مزید قرضے حاصل کرنے پڑے۔ wall street کے بینکروں نے سٹی گورنمنٹ سے مطالبہ کیا کہ یا تو وہ ڈیفالٹر ہونا قبول کرے یا Grace Mausion (نیویارک سٹی گورنمنٹ کے دفاتر) میں ان کے نمائندوں کا تقرر قبول کرے۔ سٹی گورنمنٹ کو مجبوراً نمائندوں کا تقرر قبول کرنا پڑا۔ نمائندوں کی پالیسیوں کے نتیجے میں 1971ء سے لے کر 1980ء تک سٹی گورنمنٹ کے قرضے چند ارب ڈالر سے بڑھ کر دس کھرب ڈالر ہو گئے۔ (بعد میں یہ بات بھی کھل گئی کہ مظاہروں کے پیچھے بھی بینکروں کا ہاتھ تھا) سٹی گورنمنٹ کے بعد فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ بھی بینکروں نے اپنا گر آزمایا اور 1985ء تک فیڈرل گورنمنٹ کے قرضے دس کھرب ڈالر سے بڑھ کر 50 کھرب ڈالر تک پہنچ گئے۔

عالمی معاملات میں امریکہ کہ بینکروں نے بعد میں کس کس طرح استعمال کیا، یہ کچھ بھی پوشیدہ نہیں۔ تا آنکہ WTO کی جغرافیائی سرحدوں سے ماورا سلطنت (مہاجنی ملوکیت) کا زمانہ آن پہنچا ہے۔ یہ حکومت عالمی مہاجن کی ہے جو کارپوریٹائزیشن کا نقاب اوڑھ کر منصہ شہود پر نمودار ہو رہی ہے۔ اس حکومت نے اپنے دو کارندوں منموہن سنگھ اور شوکت عزیز کے ذریعے نان ٹیرف بیریئر یعنی مسئلہ کشمیر کو ایک طرف دھکیل کر دونوں ملکوں کے درمیان ٹریڈ اوپن کروا دی ہے۔ ٹماٹروں کے ٹرک واہگہ بارڈر سے پاکستان میں داخل ہوئے تو بی بی سی نے اسے قیام پاکستان کے بعد دونوں ملکوں کے درمیان انتہائی اہم واقعہ قرار دیا۔ لیکن اس سے بھی زیادہ اہم تر حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے قومی حلقوں، میڈیا اور عوامی سطح پر انڈیا سے ہر طرح کی درآمدات کے خلاف اب احتجاج کا ایک کلمہ بھی بلند نہیں ہو رہا!!! آج سے پانچ سال قبل تک اس کا تصور بھی بہت مشکل تھا کہ سبزیاں اور گوشت بھی ہم اپنے ازلی دشمن سے درآمد کر کے کھائیں گے۔ اور اب روحِ اقبال پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ۔

ایں بنوک ایں فکر چالاک یہود
نورِ حق از سینہ آدم ربود
تا تہ و بالا نہ گردد ایں نظام
دانش و تہذیب دیں سودائے خام

اسلام کے نظامِ تعلیم و تربیت میں اجتماعِ جمعہ کی اہمیت
اور خطبۂ جمعہ کی اصل غرض و غایت سے آگاہی کے لیے مطالعہ کیجیے:

خطبۂ جمعہ

عربی متن کا ترجمہ و تشریح

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے چند خطابات جمعہ کی تلخیص

عمدہ طباعت ❁ سفید کاغذ ❁ قیمت: 30 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 03-5869501

جنگل

جاوید چودھری

یہ کالم اگرچہ رواں ہفتہ کا نہیں ہے، تاہم اس کو خصوصی اہمیت دے کر کالم آف دی ویک کے طور پر شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

جناح سپر اسلام آباد کی ایک بڑی مارکیٹ ہے، اس مارکیٹ کی ایک بیکری سے چند دن قبل تین نوجوان لڑکیاں خریداری کر کے نکلیں۔ یہ لڑکیاں ٹیکسی کی طرف بڑھیں۔ ٹیکسی کے ساتھ ایک بڑی جیپ کھڑی تھی، جیپ برانڈ نیو تھی اور اس پر ابھی نمبر پلیٹ بھی نہیں تھی۔ اس جیپ میں دو نوجوان لڑکے بیٹھے تھے۔ یہ لڑکیاں ٹیکسی میں بیٹھنے لگیں تو جیپ میں سوار نوجوانوں نے شیشہ نیچے کیا اور لڑکیوں پر فقرہ کس دیا، لڑکیوں میں سے ایک لڑکی جیپ کے قریب آئی اور اس نے لڑکے کو تھپڑ مار دیا، دونوں لڑکے فوراً جیپ سے اترے، انہوں نے لڑکیوں کو گھسیٹ کر ٹیکسی سے نکالا اور سر عام مارنا شروع کر دیا۔ وہ لڑکیوں کو ننگی گالیاں دے رہے تھے اور انہیں مکوں، ٹھڈوں اور تھپڑوں سے مار رہے تھے، اس وقت مارکیٹ میں درجنوں لوگ موجود تھے۔ وہاں پچاس، ساٹھ کے قریب گاڑیاں بھی تھیں اور ان گاڑیوں میں بھی لوگ بیٹھے تھے لیکن یہ سب لوگ خاموشی سے تماشا دیکھتے رہے۔ یہ دونوں لڑکے بڑے بے رحمانہ انداز سے لڑکیوں کو مارتے رہے اور لڑکیاں فٹ پاتھ پر بھاگتی دوڑتی اور لوگوں سے مدد مانگتی رہیں لیکن کوئی شخص ان کی مدد کے لئے آگے نہ بڑھا۔ وہاں موجود ایک صاحب نے ٹیلی فون پر 15 کو اطلاع دے دی لیکن گھنٹہ بھر تک پولیس نہ پہنچی۔ لڑکیاں مار کھا کھا کر نڈھال ہو گئیں۔ آخر میں لڑکوں نے تینوں لڑکیوں کو اٹھا کر فٹ پاتھ پر پھینکا، جیپ میں بیٹھے، گاڑی سٹارٹ کی اور بڑے اطمینان سے وہاں سے چلے گئے۔ لڑکوں کے جانے کے بعد لڑکیاں جیسے تیسے اٹھیں، ٹیکسی میں بیٹھیں اور ڈرائیور کو ہسپتال لے جانے کا کہہ کر سیٹوں پر گر گئیں۔ وہ لڑکیاں چلی گئیں تو پولیس آئی، اس نے بیکری کی انتظامیہ، دکانداروں اور فٹ پاتھ پر موجود پھول بیچنے والے کا بیان لیا اور ہوٹر بجاتی ہوئی مارگلہ روڈ کی طرف چلی گئی۔ مارگلہ روڈ سے اس وقت نگران وزیراعظم گزر رہے تھے، پولیس کی یہ گاڑی بھی دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے ''درویش منش'' وزیراعظم پلس چیئرمین سینٹ کے حفاظتی دستے میں شامل ہو گئی اور پیچھے رہ گیا وہ فٹ پاتھ جس پر آج نامعلوم، بے بس اور معصوم بچیوں کے خون کے دھبے موجود ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے اپنی آنکھوں سے روایات، قوانین، انصاف اور اخلاقیات کے منہ پر تھپڑ اور مکے پڑتے دیکھے اور اپنے سامنے شرم و حیاء کے کپڑے پھٹتے اور لوگوں کو گھروں کو رخصت ہوتے دیکھا۔

مجھے عینی شاہد نے کل فون کر کے یہ واقعہ سنایا اور روتے روتے بتایا: ''میں چار گھنٹے جائے نماز پر بیٹھ کر روتا رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر یہ دعائیں کرتا رہا ہوں یا میرے پروردگار تو مجھے اٹھا لے۔ یہ ملک اب جنگل بن چکا ہے'' میں نے اس عینی شاہد کو لعنت ملامت کی اور اسے غصے سے کہا ''جو لوگ ظلم کا راستہ نہیں روک سکتے انہیں جائے نماز پر بیٹھنے اور اللہ تعالیٰ کا نام لینے کا حق نہیں پہنچتا، تم لوگوں کے سامنے یہ واقعہ پیش آیا اور تم لوگ گاڑی میں بیٹھ کر استغفار کرتے رہے، تم لوگوں کو ڈوب مرنا چاہیے'' اس عینی شاہد کا کہنا تھا: ''میں ایک بے بس انسان ہوں، میرے گھر میں پانچ بیٹیاں ہیں، اگر میں پرائے پھڈے میں پڑ جاتا تو وہ نوجوان مجھے قتل یا زخمی کر دیتے اور میرے بعد میری بچیوں کا کیا بنتا، وہ انصاف کے لئے کس عدالت، کس تھانے میں جاتیں؟'' مجھے مزید غصہ آ گیا اور میں نے اس سے کہا: ''کیا تم یہ سمجھتے ہو، اب تمہاری بیٹیاں محفوظ ہیں، بے وقوف انسان، تینوں بچیوں کے والد اور بھائی بھی زندہ اور سلامت تھے لیکن ان کے ساتھ کیا ہوا، وہ سینکڑوں لوگوں کے سامنے بربریت کا شکار بن گئیں۔ اگر تم لوگوں نے یہ سلسلہ نہ روکا تو اس ملک میں زور آور اور با اثر لوگ تمہارے سامنے تمہاری بہو، بیٹیوں کے ساتھ یہ سلوک کریں گے اور تمہارے پاس جائے نماز بھگونے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوگا''۔ میں اگلے دس پندرہ منٹ اس شخص کی غیرت جگانے کی کوشش کرتا رہا لیکن وہ شخص گریہ زاری، دعاؤں اور آہوں سے آگے نہ بڑھ سکا، لہٰذا میں نے غصے میں فون بند کر دیا۔

> **آیئے ہم سب مان لیں ہم اس وقت ایک ایسے جنگل میں رہ رہے ہیں جس میں اب صرف اور صرف دو ہی کلاسیں رہتی ہیں، بھیڑیئے یا بھیڑیں اور بھیڑیئے ان بھیڑوں کو کچا چبا جائیں یا انہیں روسٹ کر کے کھا جائیں کوئی ان کا پنجہ نہیں پکڑ سکتا**

آج اس واقعے کو کئی دن ہو چکے ہیں اور میں اذیت کے کوئلوں پر لوٹ رہا ہوں اور اپنے آپ سے پوچھ رہا ہوں ''ایسا کیوں ہوا؟ اور ہمارا معاشرہ جس راستے پر چل پڑا ہے، اس کے آخر میں کیا ہوگا؟'' ہم مانیں یا نہ مانیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ ملک میں قانون اور انصاف ختم ہو چکا ہے۔ ہماری پولیس حکومتی شخصیات اور بااثر لوگوں کی ذاتی محافظ بن چکی ہے اور حکومت اس سے معزول ججوں کو نظر بند کرنے، وکلاء کو ان ججوں سے دور رکھنے اور عام شہریوں پر ڈنڈے برسانے کا کام لے رہی ہے اور اس ملک کی عدلیہ معزول اور معطل ہے۔ لہٰذا اب یہ ملک ان لوگوں کے ہاتھوں میں جا چکا ہے جن کا ڈنڈا لمبا اور مضبوط ہے اور اب اس ملک کے مضبوط اور طاقتور لوگ، ان کے بچے اور ان کے ملازم جہاں چاہتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں اسے مارنا اور پیٹنا شروع کر دیتے ہیں اور کوئی شخص اور کوئی ادارہ ان کا ہاتھ نہیں روکتا۔

میں اس غریب ملک کے ان خوش نصیب شہریوں میں شمار ہوتا ہوں جنہیں ملک کی سرحد سے باہر جھانکنے کا موقع ملا۔ میں خوش قسمتی سے نصف سے زائد دنیا دیکھ چکا ہوں اور مجھے دوبئی سے لے کر کیوبا تک اور چین سے لے کر پرتگال تک کسی ملک میں قانون کی یہ صورتحال نظر نہیں آئی۔ یقین کیجئے یورپ ہو، مشرق بعید، مشرق وسطیٰ یا پھر امریکہ وہاں لوگ آدھی رات کو کلبوں اور باروں سے نشے میں چور نکلتے ہیں لیکن کوئی ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ دنیا کے تین تہائی ممالک کے ساحلوں پر سارا سارا دن خواتین غسل آفتاب کرتی ہیں لیکن کسی کو ان پر نظر ڈالنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ دنیا کے تمام کافر ملکوں میں ''ویک اینڈ'' پر کروڑوں جوڑے نشے کے عالم میں سڑکوں پر آتے ہیں لیکن کوئی نوجوان کسی خاتون کو چھونے تک کی جرأت نہیں کرتا۔ لوگ رات کے آخری پہر بھی ''ریڈ سگنل'' پر رکتے ہیں اور دو دو سو پونڈ وزنی پہلوان اور باکسر بھی کسی کو انگلی نہیں

لگاتے کیوں؟ اِس لئے کہ ان ملکوں میں انصاف زندہ اور قانون سانس لیتا ہے اور اگر کسی نے رات کے اندھیرے میں بھی خلاف ورزی کی تو قانون حرکت میں آجائے گا اور اس کے بعد دنیا کی کوئی طاقت اسے سزا سے نہیں بچاسکے گی۔ لہٰذا قانون کا یہ خوف اور انصاف کی یہ قطعیت ہے جو مغرب کے لوگوں کو نشے کے عالم میں بھی دوسرے کی طرف نہیں دیکھنے دیتی۔ دنیا میں آج تک قانون اور انصاف ماپنے کے صرف تین طریقے وضع ہوئے ہیں۔ وہ ملک جس میں خواتین رات کی تاریکی میں تن تنہا باہر نکلیں اور ان کا دل خوف اور ان کے لواحقین کا دماغ اندیشوں سے خالی ہو اور وہ ملک جن میں کمزوروں، بے بسوں اور مسکینوں کو بااثر لوگوں، امراء اور طاقتور لوگوں کے مقابلے میں زیادہ حقوق حاصل ہوں اور وہ ملک جن کی عدالتیں حکمران طبقے اور بااثر اور طاقتور لوگوں کے سامنے مغلوب نہ ہوتی ہوں ان ممالک کے قانون اور انصاف کی قسم کھائی جاسکتی ہے۔ انصاف اس یقین کا نام ہے جو وادیٔ سینا کے اس چرواہے کے دل میں تھا جس نے ایک دن بستی میں آ کر اعلان کیا ”لوگو! جان لو حضرت عمرؓ انتقال فرما چکے ہیں“ لوگوں نے اطلاع کا ذریعہ پوچھا تو چرواہے نے کہا: ”حضرت عمرؓ جب تک حیات تھے میری بھیڑیں جنگل میں آزاد پھرتی تھیں اور کوئی جانور ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا لیکن آج پہلی بار ایک بھیڑیا میری بھیڑ اٹھا کر لے گیا، لہٰذا میرا دل کہتا ہے آج حضرت عمرؓ دنیا میں نہیں رہے“۔ حضرت عمرؓ کا وہ معاشرہ چودہ سو سال بعد یورپ، امریکہ اور مشرق بعید میں کسی حد تک قائم ہے اور آج دنیا کی دو تہائی آبادی میں کسی انسانی اور جنگلی درندے کو دوسرے کی طرف آنکھ اٹھانے کی جرأت نہیں ہوتی جبکہ اللہ تعالیٰ کی محبوب قوم کا یہ عالم ہے، دو نوجوان سرعام لڑکیوں کو مارتے پیٹتے ہیں، ان کے کپڑے پھاڑتے ہیں اور قانون اور انصاف ”پی سی او“ کے بنے بیڈ روم میں اطمینان سے خراٹے لیتا رہتا ہے۔

ہمیں کوئی بتائے جنگل اور معاشرے میں کیا فرق ہوتا ہے؟ دونوں میں صرف قانون کا فرق ہوتا ہے؟ جنگل میں طاقت قانون ہوتی ہے جبکہ معاشرے میں قانون طاقت اور ہم نے بدقسمتی سے اپنے معاشرے سے قانون اور انصاف چھین کر اسے جنگل کی شکل دے دی۔ ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر سوچئے، جب حکومت اپنی مرضی کی سپریم کورٹ لے آئے گی تو کیا سیکرٹریوں کے بچے یہ سمجھنے میں حق بجانب نہیں ہوں گے، ہم نے اگر قتل بھی کر دیا تو ہمارا باپ کورٹ سے ہماری رہائی کا آرڈر لے آئے گا اور کیا یہ وہ یقین، وہ اعتماد اور وہ خوش فہمی نہیں ہوتی جو پورے معاشرے کو جڑوں سے ہلا دیتی ہے اور جو معاشروں کو جنگل بنا دیتی ہے اور آیئے ہم سب مان لیں ہم اس وقت ایک ایسے جنگل میں رہ رہے ہیں جس میں اب صرف لمبے پنجوں، بڑے دانتوں اور لمبی سونڈوں والے جانور ہی زندہ رہ سکتے ہیں اور جس میں اب صرف اور صرف دو ہی کلاسیں رہتی ہیں، بھیڑیئے یا بھیڑیں اور بھیڑیئے ان بھیڑوں کو کچا چبا جائیں یا انہیں روسٹ کر کے کھا جائیں کوئی ان کا پنجہ نہیں پکڑ سکتا۔

(بشکریہ روزنامہ ”ایکسپریس“)

جاگو جگاؤ

وقت کا تقاضا

بشیر احمد

”اسلامی جمہوریہ پاکستان“ میں اسلامی جمہوریت (خلافت) کا نہ ہونا، اسلامی ضابطۂ اخلاق کا نہ ہونا، اسلامی قیادت کا نہ ہونا، اسلامی آئین و قوانین کا نہ ہونا، اسلامی تعلیم و تربیت کا نہ ہونا، اسلامی معیشت کا نہ ہونا، اسلامی معاشرت کا نہ ہونا اسلام پر عمل کرنے سے مسلسل انکار ہے، حالانکہ پاکستان کا قیام مسلمان قومیت کے لئے ایک ایسا وطن حاصل کرنے کے لیے عمل میں آیا تھا جہاں نظام خلافت کو پوری شان کے ساتھ قائم اور غالب کیا جانا تھا۔ مگر عملاً یہاں ساٹھ سال سے لادینیت (Secularism) کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ مسلمان قوم اس صورتحال پر ٹس سے مس نہیں ہوتی، کیوں؟ اس لئے کہ وہ خود اسلام سے دور ہے۔ اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہے، جھوٹ، بددیانتی اور وعدہ خلافی اور اخلاقی امراض کا شکار ہے جو نفاق کی علامات ہیں۔ منافقت تو کفر سے بھی کہیں زیادہ بدتر اور خطرناک روش ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی بہت سخت سزا کا اعلان فرمایا ہے۔ جب کوئی خود نفاق کا شکار ہو اور اسلام کو نقصان پہنچائے تو وہ کافروں پر کیا اعتراض کر سکتا ہے کہ وہ اسلام سے دشمنی کرتے ہیں، وہ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کرتے ہیں؟ اگر نگاہِ بصیرت سے دیکھا جائے تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ کافر لوگ ہم پر اس لئے جارحیت کرنے کی جرأت کرتے ہیں کہ آج مسلمان قوم خود ہی اسلام سے بے لگام ہو کر، رحمٰن سے آزاد ہو کر شیطان کی بے دام غلام بنی ہوئی ہے اور اسلام سے غداری کے بدترین جرم میں مبتلا ہے۔ آج مسلمان قوم کا ایمان بہت کمزور ہو چکا ہے۔ اس پر وہی لوگ حکومت کرتے ہیں جو عالم کفر کے کٹھ پتلی یا آلہ کار ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی بجائے امریکہ کو ساری طاقت اور قدرت کا مالک جانتے، مانتے ہیں، امریکہ کو خدا مانتے اور اُس کے اشاروں پر ناچتے ہیں۔ پوری قوم کو انہوں نے بزدل، منافق اور بدعمل بنا رکھا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے کارساز اور کائنات کی سپریم پاور ہونے پر یقین ہی نہیں رکھتے اُس کے احکامات (قرآنی) پر عمل اور اُن کا نفاذ کیسے کر سکتے ہیں۔ اور اُس کے رسول سید المرسلین، رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کو حرزِ جان کیونکر بنا سکتے ہیں۔

بتوں سے تجھ کو اُمیدیں خدا سے نااُمیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

ہر بار منافقت راج کے لئے عام انتخابات ہوتے ہیں جو نظریۂ پاکستان کو ٹھوکر مارنے اور قوم و ملک سے دھوکا کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ اب 2008ء کے جو عام انتخابات ہونے والے ہیں یہ بھی دراصل مداری کے ہاتھ کی صفائی اور جمہوری تماشا ہی ہوں گے۔ اور امریکہ نواز سیکولر قوتوں کو ملک پر مسلط کرنے اور آمریت کے ظلم و جبر کو دوام دینے کی کارروائی ہوگی۔ خدا تعالیٰ کے دربارِ عالی قدر میں یہ درخواست ہے کہ ملک کو اسلامی خلافت کا گہوارا بنائے۔ آمین۔ اسلامی خلافت ہی وہ حقیقی فلاحی نظام ہے جو نہ صرف مسلمانانِ عالم، بلکہ پوری انسانیت کے دکھوں کا مداوا کر سکتا ہے۔ یہ نظام انتخابات سے نہیں آسکتا۔ اس کے لئے منظم انقلابی جدوجہد وقت کا تقاضا ہے۔ آیئے اس کے لئے اپنی صلاحیتیں وقف کریں۔ رب تعالیٰ ہماری مدد فرمائے کہ ہم اسلامی جمہوریت کو ایمانداری سے اختیار کرلیں۔

تنظیم اسلامی چکلالہ راولپنڈی کے زیر اہتمام شب بیداری

24 نومبر 2007ء کو تنظیم اسلامی چکلالہ نے مقامی تنظیم کی سطح پر شب بیداری کا اہتمام کیا۔ یہ پروگرام جامع مسجد گلزار قائد میں منعقد کیا گیا۔ تمام رفقاء تنظیم کو نماز مغرب سے پہلے جامع مسجد گلزار قائد پہنچنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ مغرب کی نماز کے فوراً بعد ناظم حلقہ پنجاب شمالی جناب خالد محمود عباسی کے درس قرآن سے شب بیداری پروگرام کا آغاز ہوا۔ خالد محمود عباسی نے سورۃ التوبہ کی آیات نمبر 111 اور 112 کی روشنی میں اللہ کی طرف سے کیے گئے اُس وعدے کی طرف توجہ دلائی جو اُس نے اہل ایمان سے کیا ہے۔ وہ یہ کہ جو لوگ اُس کے راستے میں اپنے اموال لگائیں اور اپنی جانیں کھپائیں گے، اُن کے بدلے میں اُن کے لیے جنت ہے۔ درس کے بعد ناظم حلقہ کے ساتھ رفقاء کی ایک ملاقات کا اہتمام کیا گیا، جس میں سوال و جواب کی نشست بھی تھی۔ نماز عشاء کے بعد نقیب اُسرہ گلزار قائد محمد شفیع خان نے سورۃ الحجرات کی روشنی میں تجسس، ظن اور غیبت کے بارے میں بڑے دلنشین انداز میں گفتگو کی۔ رات کے کھانے کے بعد تمام رفقاء و احباب کو دس اُسروں میں تقسیم کر کے ہر اُسرے پر ایک عبوری مدت کے لیے نقیب مقرر کر دیا گیا۔ اس کے بعد امیر تنظیم اسلامی چکلالہ جناب راجہ محمد اصغر نے عہد نامہ رفاقت کے عنوان سے ایک ورکشاپ کرائی۔ ورکشاپ کے بعد اُسرے کی سطح پر تمام رفقاء نے رات کے مسنون اذکار کا ورد کیا۔ صبح و شام کے تمام مسنون اذکار کی کاپیاں تمام رفقاء کو پہلے ہی دے دی گئی تھیں۔ رات ساڑھے دس بجے رفقاء مسجد میں جمع ہو گئے۔

صبح 4 بجے رفقاء کو تہجد کے لیے جگایا گیا۔ تہجد کے بعد 5 بجے تک رفقاء انفرادی طور پر ذکر و تلاوت میں مشغول رہے۔ 5 بجے صبح شب بیداری کی دوسری نشست کا آغاز ہوا۔ فجر تک اُسرے کی سطح پر تمام رفقاء کو دوران نماز رکوع و سجود کے دوران مسنون دعائیں اور آخری چار سورتوں کو یاد کرنے اور ایک دوسرے کو سنانے کے لیے کہا گیا۔ نماز فجر کے بعد قاری محمد ندیم نے درس حدیث دیا۔ انہوں نے حدیث رسولﷺ کی روشنی میں سامعین پر واضح کیا کہ ہر بندۂ مومن پر لازم ہے کہ وہ جماعتی زندگی اختیار کرے۔ اس کے بعد اُسرہ کی سطح پر صبح کے مسنون اذکار کا ورد کرنے کے لیے وقت دیا گیا۔ پھر اشراق کے بعد اُسرے کی سطح پر ہی تجوید کا ایک پیریڈ رکھا گیا۔ پونے آٹھ بجے دوسری نشست کا اختتام ہوا اور رفقاء کو نو بجے تک آرام اور ناشتے کا وقفہ دیا گیا۔ 9 بجے اس پروگرام کی آخری نشست کا آغاز "راہ نجات" کے عنوان ایک مذاکرے سے ہوا۔ یہ مذاکرہ کورنگی کالونی فیز I کے نقیب محمد اسعد نے کرایا۔ آخر میں نئے رفیق حافظ ساجد عقیل نے نبی اکرمﷺ سے تعلق کی چوتھی بنیاد کے حوالے سے گفتگو کی۔ پروگرام کے اختتام پر رفقاء سے تجاویز لی گئیں۔ رفقاء نے پروگرام کو سراہا اور زور دیا کہ آئندہ بھی اِسی طرز پر پروگرام منعقد کیے جائیں۔ 25 نومبر 2007ء دن کے گیارہ بجے تمام رفقاء اس عزم کے ساتھ کہ جو کچھ سیکھا ہے اُس پر عمل بھی کریں گے، اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ اس پروگرام میں 42 رفقاء اور 2 احباب نے شرکت کی۔ (مرتب: مقامی ناظم نشرواشاعت)

تنظیم اسلامی دیر کے زیر اہتمام دو روزہ دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی دیر شہر کے زیر اہتمام دو روزہ دعوتی پروگرامات 23 تا 25 نومبر کو منعقد ہوئے۔ اِن تمام پروگراموں میں خطاب اور تقریر کی ذمہ داری جناب حبیب علی نے نبھائی جو خصوصی دعوت پر سوات سے تشریف لائے تھے۔ اس سلسلہ کا پہلا پروگرام بعد از نماز عشاء ضلع ناظم دیر بالا کی مسجد میں ہوا۔ جناب حبیب علی نے اقامت دین کی موضوع پر مفصل خطاب کیا۔ آپ نے فریضہ دین کی وضاحت کی۔ اس پروگرام میں تقریباً 30 افراد نے شرکت کی۔ دوسرے دن مسجد بلال میں نماز فجر کے بعد پروگرام رکھا گیا۔ جس میں نجات اخروی کے موضوع پر مفصل بیان ہوا۔ اس میں بھی تقریباً 35 افراد شریک رہے۔ دوسری نشست گورنمنٹ ڈگری کالج دیر میں ہوئی۔ جس میں ایف اے سال دوم اور بی اے سال دوم کے طلبہ کے ساتھ "اقامت دین کی جدوجہد اور نوجوانوں کے کردار" پر گفتگو ہوئی۔ دونوں کلاسوں کے تقریباً 60 طلبہ اور 6 پروفیسرز صاحبان نے شرکت فرمائی۔ اسی روز تیسرا پروگرام جامع مسجد مین بازار دیر شہر میں بعد از نماز ظہر رکھا گیا۔ اس میں سورۃ العصر پر مفصل درس ہوا۔ اس پروگرام میں تقریباً 200 افراد شریک رہے۔ اسی دن ایک پروگرام خصوصی احباب کے لئے رکھا گیا تھا۔ وہ دیر شہر کے ایک مشہور ہوٹل خیبر کانٹینینٹل گیسٹ ہاؤس میں تھا۔ پروگرام سہ پہر تین بجے شروع ہوا۔ سائن بورڈ کے ذریعے شرکاء کے سامنے فرائض دینی کے جامع تصور پر گفتگو کی گئی۔ جس میں 32 احباب نے شرکت کی۔ پروگرام کے آخر میں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ پروگرام کی آخری نشست مسجد گل باباجی میں نماز عشاء کے بعد منعقد کی گئی۔ اس کے لئے خصوصی طور پر احباب کو دعوت دی گئی تھی۔ اور یہ پروگرام جماعت اسلامی کے ایک رکن جناب صاحبزادہ فضل اللہ کی خواہش پر رکھا گیا جو دیر کالج میں پروفیسر ہیں۔ یہاں پر منہج انقلاب نبویﷺ کے موضوع پر مفصل خطاب ہوا۔ اس میں قریباً 40 افراد نے شرکت کی۔ آخر میں سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی۔ پروگرام کے اختتام پر وفیسر صاحب نے شرکاء کی چائے سے تواضع کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اسی کے ساتھ دو روزہ دعوتی اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: سعید اللہ خان)

تنظیم اسلامی گوجر خان کے زیر اہتمام شب بیداری پروگرام

24 نومبر 2007ء بروز ہفتہ، بمقام جامع مسجد العابد گوجر خان میں تنظیم اسلامی گوجر خان کے زیر اہتمام شب بیداری پروگرام ہوا۔ یہ پروگرام بھی تربیتی و مشاورتی نوعیت کا حامل تھا۔ جس میں تقریباً 25 رفقائے تنظیم اور 2 احباب نے شرکت کی۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآنِ مجید سے ہوا۔ محترم عثمان نے تلاوت کی۔ محترم فاروق حسین نے "تعلق مع اللہ" کے جامع عنوان پر مذاکرہ کرایا۔ اِس مضمون کو سوال و جواب کے انداز سے سمجھا گیا۔ مذاکرے کا حاصل یہ تھا کہ انسان اور رب کا تعلقِ حقیقی 'عبد اور معبودٌ' کا ہے۔ انسان کی اصل اور حقیقی کامیابی اللہ کو "رب" مان کر اسی کی رضا کو اپنی رضا ماننا ہے اور اگر انسان واقعتاً اپنی وفاداری خالصتاً اللہ کے لیے کرتا ہے تبھی وہ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ کی عملی تصویر بن سکتا ہے۔ دوسرا مذاکرہ مقامی امیر تنظیم محترم مشتاق حسین نے "باطنی بیماریاں" کے موضوع پر کیا۔ انہوں نے سورۃ الحجرات کی آیات کو موضوع بحث بنا کر مذاکرہ کیا جس میں تکبر کی اصلیت قباحت و ممانعت پر مدلل گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ تکبر کرنے والے شخص کا رویہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دوسروں کا تمسخر و استہزاء کرتا ہے اور اِس کی اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اِس حقیقت کو بھول جاتا ہے کہ تمام انسانوں کی تخلیق آدمؑ و حوا سے ہوئی، لہٰذا سب انسان برابر ہیں، البتہ فضیلت کا معیار تقویٰ ہے ﴿اِنَّ اکرمکم عند اللہ اتقکم﴾ انہوں نے مزید کہا کہ بدقسمتی سے یہ بیماری اُن لوگوں میں زیادہ رچ بس چکی ہے، جو اپنے آپ کو دیندار کہلواتے ہیں۔ حالانکہ نبی اکرمﷺ نے فرمایا کہ "جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ شخص جنت میں نہ جائے گا۔" اس کے بعد رفقاء تنظیم کی جانب سے تجاویز و سوالات ہوئے۔ امیر محترم نے جوابات دیئے اور تجاویز کو نوٹ کیا۔ پروگرام کے آخر میں محترم نعیم اکرم نے "سونے کے آداب" بیان کیے۔ اگلے دن صبح رفقاء کو تہجد کے لیے اٹھایا گیا۔ تہجد کے بعد سورۃ الکہف کی تلاوت کی گئی۔ نماز فجر کے بعد حافظ ندیم نے درس قرآن دیا۔ بعد ازاں رفقائے تنظیم نے ناشتہ کیا اور اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس حقیر سعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور غلبہ و اقامتِ دین کے لیے ہمیں اپنا تن من دھن قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(مرتب: عثمان فاروق)

تنظیم اسلامی میرپور کے تحت جی دار السلام میں شب بیداری

حسب پروگرام مغرب کی نماز کے بعد محترم افتخار احمد نے سورۃ الرحمٰن کی ابتدائی آیات کے حوالے سے کہا کہ انسان اللہ کی تخلیق کا حسین شاہکار ہے۔ اسے بولنے کی صلاحیت عطا کی

گئی ہے۔ اس اعلیٰ صلاحیت کا بہترین مصرف کتاب اللہ کا سیکھنا و سکھانا ہو سکتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے ((خیرکم من تعلم القرآن و علمه)) فرما کر اس کی تاکید کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کی پستی و ذلت کا واحد سبب قرآن سے دوری ہے۔ درس قرآن انتہائی مؤثر انداز میں دیا گیا۔ ان کے بعد مقامی امیر تنظیم سید محمد آزاد نے درس حدیث دیا اور پروگرام کی اہمیت و افادیت کے حوالے سے گفتگو کی۔ بعد نماز عشاء و طعام "اتباع رسول ﷺ" کے عنوان سے میاں فیاض اختر نے بڑے دلنشیں انداز میں مذاکرہ کروایا۔ محترم امتیاز عزیز (امیر جمعیت علماء اسلام ضلع بھمبر) نے تنظیم اسلامی کی قرآن و حدیث کی دعوتی اور مختلف جماعتوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی کوششوں کو سراہا۔ پروفیسر عبدالباسط فاروقی نے دین و مذہب کے فرق کے حوالے سے گفتگو کی۔ انہوں نے بتایا کہ دین غلبہ چاہتا ہے۔ دین مغلوب ہو تو مذہب بن جاتا ہے۔ اس مغلوبیت کا نتیجہ جمود و تنزل ہوتا ہے، جس کا آج ہم بحیثیت امت شکار ہیں۔ راقم نے حضرت عکرمہؓ کے حالات زندگی اور ان کے اسلام لانے کا ایمان افروز واقعہ بیان کیا، جس میں غور کرنے والوں کے لیے عبرت کا بڑا سامان ہے۔ فتح مکہ کے بعد حضرت عکرمہؓ اپنے آبائی دین کو بچانے کی غرض سے دوسرے ملک جانے کے لئے سمندری جہاز میں سوار ہو گئے جو بھنور میں پھنس گیا۔ اس اثنا میں حضرت عکرمہؓ نے لات منات و عزیٰ کو پکارنا شروع کیا تو ملاحوں اور دیگر لوگوں نے کہا کہ ایسے موقع پر صرف اللہ ہی بچا سکتا ہے، اور کوئی سہارہ کام نہیں آ سکتا۔ حضرت عکرمہؓ کا ماتھا ٹھنکا کہ یہی بات حضور ﷺ کہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یہاں سے زندہ سلامت بچا تو حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر اللہ پر ایمان لاؤں گا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ حقیقت یہی ہے کہ اللہ جس کی بگڑی بنائے اسے کوئی بگاڑ نہیں سکتا اور وہ جسے چھوڑ دے اسے کوئی سنوار نہیں سکتا۔ بعد ازاں آرام کا وقفہ ہوا۔ ساڑھے چار بجے نماز تہجد سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ نماز فجر کے بعد سید محمد آزاد نے بندۂ مومن کے فرائض کے حوالے سے بڑا مؤثر درس دیا۔ ساڑھے سات بجے یہ پروگرام تجاویز و ناشتے پر اپنے اختتام کو پہنچا۔ آئندہ 30 دسمبر 2007ء کو میرپور کے مقام پر بروز اتوار نو بجے تا دن دو بجے دن بسری کا پروگرام طے پایا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر کاوشوں کو قبول فرمائے۔ (مرتب: غلام سلطان)

تنظیم اسلامی ہارون آباد کا ماہانہ تربیتی اجتماع

2 دسمبر بروز اتوار تنظیم اسلامی ہارون آباد کا ماہانہ تربیتی اجتماع قرآن اکیڈمی کی مسجد جامع القرآن میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ تنویر حسین بھائی نے آغاز میں دنیا کی بے ثباتی کے متعلق قرآنی آیات سے تذکیر کروائی۔ درسِ قرآن کی ذمہ داری سجاد سرور بھائی نے نبھائی۔ انہوں نے سورۃ المعارج کی روشنی میں قرآن کا انسان مطلوب کا خاکہ بڑی عمدگی کے ساتھ حاضرین کے سامنے رکھا۔ 15 منٹ کے وقفے کے بعد محمد علی بھائی نے رسول اللہ ﷺ کا ایک فرمان تفصیلاً حاضرین مجلس کے سامنے بیان کیا۔ جس میں رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عباسؓ کے توسط سے امت کو اللہ پر ہی توکل کرنے، اس کی حدوں کی حفاظت کرنے، اللہ ہی سے مانگنے کا درس دیا۔ آخر میں انفاق فی سبیل اللہ کے موضوع پر راقم نے گفتگو کی۔ دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ تقریباً 40 رفقاء اور 13 احباب نے پروگرام میں شرکت کی۔ (محمد رضوان عزمی)

تنظیم اسلامی میرپور آزاد کشمیر کے زیر اہتمام ماہانہ درس قرآن

تنظیم اسلامی میرپور کے زیر اہتمام ماہانہ درس قرآن کا پروگرام مورخہ 11 دسمبر 2007ء بروز منگل بعد از نماز مغرب کشمیر پریس کلب میرپور میں منعقد ہوا۔ درس قرآن کے سلسلہ میں بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے خصوصی خطاب سمیت یہ پانچواں پروگرام تھا۔ اس خطاب سے بانی محترم کے مرتب کردہ منتخب قرآنی مقامات پر مشتمل نصاب کے دروس کا باقاعدہ آغاز ہو گیا۔ اس نصاب سے نہ صرف دین کا جامع اور ہمہ گیر تصور واضح ہوگا بلکہ قرآن فہمی کی مضبوط بنیاد بھی فراہم ہوگی (ان شاء اللہ)۔ سٹیج سیکریٹری کے فرائض ناظم دعوت تنظیم اسلامی میرپور جناب فیاض اختر میاں نے ادا کیے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز نائب ناظم دعوت پروفیسر عطاالرحمان صدیقی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد جناب خالد محمود عباسی، ناظم تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی نے اپنے مخصوص انداز میں "راہ نجات" کے موضوع پر سورۃ العصر کی روشنی میں فکر انگیز خطاب فرمایا۔ خالد عباسی نے فرمایا کہ سورۃ العصر کی جامعیت کا یہ عالم ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ جیسی شخصیت نے فرمایا کہ اگر قرآن میں اس سورۂ مبارکہ کے علاوہ کچھ نازل نہ ہوتا تو بھی یہ انسان کی ہدایت کے لیے کافی ہوتی۔ اس سورۂ مبارکہ میں انسان کی کامیابی اور ناکامی کا قرآنی معیار بیان کیا گیا ہے۔ اس مضمون کی اہمیت کا اندازہ یوں بھی ہوتا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے نہ صرف قسم اٹھائی بلکہ چار مزید تاکید اسالیب بھی اختیار فرمائے۔ اس سورت میں فرمایا گیا ہے کہ تمام انسان خسارے میں ہیں، اس خسارے سے نجات کی پہلی شرط ہے ایمان۔ ہم سب نسلی طور پر مسلمان ہیں اور یہ وراثتی ایمان اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے لیکن اُخروی فوز و فلاح کے لئے حقیقی اور قلبی یقین والا ایمان درکار ہے جس کا منبع اور سرچشمہ قرآن حکیم ہے۔ دوسری شرط ہے اعمال صالحہ اس میں نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے علاوہ خدمت خلق اور دعوت و جہاد کی محنت شامل ہے۔ اعمال صالحہ ایمان حقیقی کا مظہر ہیں اور اس کے اثرات لازماً معاشرے پر مرتب ہوتے ہیں۔ نجات کی تیسری شرط معاشرے میں حق اور سچ کی تعلیم و تلقین اور اس کا اظہار اور گواہی ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اس کا جزو لاینفک ہے، جو معاشرہ اس پر قائم نہ رہے وہ زوال کا شکار ہو جاتا ہے۔ نجات کی چوتھی شرط صبر و استقامت ہے۔ حق پر قائم رہنے اور اس کے اعلان و نفاذ پر آنے والے جبر اور مصائب کو ثابت قدمی سے برداشت کرنا اس راہ کا لازمی تقاضا ہے۔ اس قرآنی دستور پر عمل کیے بغیر دُنیوی و اُخروی نجات ممکن نہیں ہے۔ موجودہ دگرگوں حالات اور ظلم و جبر سے چھٹکارے کے لئے ہمیں قرآن حکیم سے جڑنا اور اسے اپنا امام اور رہنما بنانا ہوگا۔ دعا سے پہلے سٹیج سیکریٹری فیاض اختر میاں نے احباب، میڈیا ٹیم اور کشمیر پریس کلب کی انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا۔ (مرتب: افتخار احمد)

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں مقیم لڑکی، عمر 24 سال، طالبہ بی اے، شرعی پردے کی پابند کے لئے اہل سنت، اردو سپیکنگ فیملی سے لڑکے کا رشتہ مطلوب ہے۔ والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 042-5411409/5056654

☆ بیٹی، عمر 24 سال، قد "3-`5، تعلیم M.Sc, M. Phil(Physics)، قوم مغل، اسلام آباد کالج میں لیکچرار کے لئے ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔ سنت کے مطابق عقد نکاح کے خواہش مند رابطہ فرمائیں۔ برائے رابطہ: 0333-5688535

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ قرآن کالج لاہور کے پروفیسر محترم نذیر احمد ہاشمی کی والدہ انتقال کر گئیں۔
☆ حلقہ پنجاب شمالی کے ملتزم رفیق محترم محمد اکرم کی اہلیہ وفات پا گئیں۔
☆ حلقہ سرحد جنوبی کے ملتزم رفیق محترم ضمیر اختر کی والدہ بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔

رفقاء و احباب سے بھی مرحومات کے لئے دُعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی لاہور وسطی کے رفیق امتیاز احمد، مبارک گلزار اور ان کے بھائی ٹریفک حادثہ میں زخمی ہو گئے۔
☆ حلقہ بہاولنگر کے رفیق سجاد سرور کے ماموں کے گردے کا آپریشن ہوا ہے۔

رفقاء و احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

روس ایران معاہدہ اور امریکہ کی تشویش

امریکہ نے کہا ہے کہ روس ایران کو طیارہ شکن میزائل دفاعی نظام فراہم نہ کرے۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق یہ بات وائٹ ہاؤس کے ترجمان سٹرل نے ریاست ٹیکساس میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہی۔ ترجمان نے مزید کہا کہ ہمیں روس کے اقدام سے مسلسل تشویش ہے جس کے تحت وہ ایران اور دیگر ممالک کو مذکورہ ہتھیار فراہم کر رہا ہے۔ ترجمان نے روس سے مطالبہ کیا کہ وہ ایران کے ساتھ یہ معاہدہ ختم کر دے اور کہا ہے کہ جب سلامتی کونسل ایران کی بلسٹک میزائل انڈسٹری پر پابندی لگا چکی ہے، تو اس کے باوجود روس کا ایران کے ساتھ معاہدہ غلطی ہے...... ادھر ایرانی وزیر دفاع مصطفیٰ محمد نجات کا کہنا ہے کہ روس ایران کو طیارہ شکن دفاعی نظام ایس 300 دینے پر رضامند ہو گیا ہے، البتہ ان میزائلوں کی ڈیلیوری کے شیڈول کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

اسلام کریموف صدر منتخب

ازبکستان کے صدر اسلام کریموف صدارتی انتخابات میں 88.1 فیصد ووٹ لے کر مزید سات سال کے لیے ملک کے سربراہ بن گئے ہیں۔ موصوف پچھلے اٹھارہ سال سے برسر اقتدار ہیں اور انہوں نے ملک میں سیاسی جماعتوں کی سرگرمیوں پر پابندی لگا رکھی ہے۔ ملک میں بنیادی انسانی حقوق بری طرح پامال ہیں اور حزب اختلاف وجود ہی نہیں رکھتی۔ دوسرے لفظوں میں اسلام کریموف آمر مطلق بن کر وسطی ایشیا کے اس مسلم ملک پر حکومت کر رہے ہیں۔ یاد رہے، ازبکستان کی آبادی دو کروڑ اسی لاکھ ہے۔ یورپی یونین اور انتخابات پر نظر رکھنے والے عالمی اداروں کے مطابق ان صدارتی انتخابات میں بھی کھل کر دھاندلی کی گئی۔ ہر ازبک باشندے کو معلوم تھا کہ نتیجہ کیا نکلے گا، اس لیے بیشتر لوگوں نے ووٹ نہیں ڈالے۔ ان کی جگہ جعلی ووٹ بھگتا دیئے گئے۔

سرکوزی کی پیش کش

آج کل فرانس کے صدر مصر کے سرکاری دورے پر ہیں۔ انہوں نے مصری حکومت کو پیش کش کی ہے کہ فرانس انہیں ایٹمی ری ایکٹر بنا کر دے سکتا ہے تاکہ وہ بجلی کی اپنی ضروریات پوری کر سکیں۔ واضح رہے کہ مصری معیشت تیزی سے ترقی کر رہی ہے اور ساتھ ساتھ ایندھن کی ضروریات بھی بڑھ رہی ہیں۔ فرانس نے حال ہی میں مراکش، الجزائر اور لیبیا کو بھی ایٹمی بجلی گھر لگانے کی پیش کش کی ہے۔

اسرائیل کا دفاعی منصوبہ

اناپولس معاہدے میں فلسطین اتھارٹی کو کہا گیا ہے کہ وہ فلسطینی ”دہشت گردوں“ کو قابو میں لائے۔ یہاں دہشت گردوں سے مراد حماس ہے جس نے غزہ کی پٹی پر اپنی حکومت قائم کر رکھی ہے۔ اسرائیلی حکومت کا کہنا ہے کہ اگر حماس اسرائیل کو تسلیم کر کے جنگ بندی کر لے، تو اس سے بات چیت ہو سکتی ہے۔ مگر حماس ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسرائیلی حکومت نے اب حماس کو ہر قیمت پر مٹانے کا تہیہ کر لیا ہے۔

حماس کے ارکان جنوبی اسرائیل پر راکٹ برساتے رہے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق ستمبر 2000ء سے اب تک حماس کے ارکان اسرائیل پر چار ہزار راکٹ برسا چکے ہیں۔ ان کی زد میں آ کر کم از کم 12 افراد کے مرنے کی اطلاع ہے۔ ان راکٹوں سے بچنے کے لئے اسرائیلی کابینہ نے ایسا دفاعی منصوبہ تیار کرنے کی منظوری دے دی ہے جو غزہ سے پھینکے جانے والے شارٹ رینج راکٹ روک سکے گا۔ اس دفاعی منصوبے کے تحت چھوڑا جانے والا میزائل راکٹ کو تباہ کر دے گا۔ اسرائیلی حکومت نے منصوبے کے لیے 207 ملین ڈالر مختص کر دیئے ہیں۔ اسے اسرائیل کی اسلحہ ساز کمپنی رافیل تیار کرے گی اور یہ دو سال میں مکمل ہو گا۔ اس دفاعی منصوبے کے ذریعے وہ راکٹ بھی روکے جا سکیں گے جو حزب اللہ نے لبنان سے اسرائیل پر پھینکے تھے۔

سربیا کی کوسوو آزادی کی مخالفت

سربیا کی پارلیمنٹ نے بھاری اکثریت سے ایک قرارداد منظور کر لی ہے، جس میں خبردار کیا گیا ہے کہ اگر کوسووو کی آزادی کو تسلیم کیا گیا تو سربیا مغربی ممالک سے اپنے سفارتی تعلقات ختم اور یورپی یونین میں شمولیت کے فیصلے سے دستبردار ہو جائے گا۔ قرارداد میں حکومت سے کوسووو کی آزادی کے مطالبہ کو مسترد اور نیٹو کی طرف سے کوسووو کے عوام کی حمایت کی مذمت کرنے کو کہا گیا ہے۔ قرارداد کے حق میں 220 اور مخالفت میں 14 ووٹ پڑے جبکہ تین اراکین نے ووٹنگ میں حصہ نہیں لیا۔ پارلیمنٹ کے اجلاس میں قرارداد پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے سربیا کے وزیراعظم کوستونیکا نے الزام لگایا کہ امریکا کوسووو کی آزادی کی حمایت کر کے بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی اور امن وامان کو تباہ کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سربیا یورپی یونین میں ایک وحدت کے طور پر ہی شامل ہو سکتا ہے۔

یہود کی آمد گھٹ گئی

2007ء میں بھی اسرائیل میں بیرون ممالک سے یہود کی آمد کم رہی۔ پچھلے سال صرف 19,700 یہودی ہجرت کر کے اسرائیل آئے۔ یہ شرح پچھلے بیس سال میں سب سے کم ہے، یہودیوں کو اسرائیل لانے والی یہودی ایجنسی کے انچارج، زیو بیلکی نے مہاجرین کی تیزی سے کم ہوتی تعداد پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔

یاد رہے، اسرائیلی حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ دنیا بھر سے یہود زیادہ سے زیادہ تعداد میں اسرائیل لا کر بسائے جائیں تاکہ ملک میں فلسطینی اور عرب مسلمانوں کو اقلیت میں بدلا جا سکے۔ تاہم کئی وجوہ کی بنا پر اب غیر ممالک میں آباد یہودی اپنی اس ”مقدس سرزمین“ میں نہیں آنا چاہتے۔

اسرائیل میں سب سے زیادہ یہودی سابق سوویت یونین کی ریاستوں سے آتے ہیں۔ لیکن اب روس اور دیگر ریاستوں میں معاشی صورت حال بہتر ہو گئی ہے۔ لہٰذا وہاں آباد یہودیوں کے لیے اسرائیل میں اتنی کشش نہیں رہی۔ دوسرے نمبر پر فرانس تھا اور وہاں سے بھی یہود کی آمد کم ہو گئی۔ وجہ یہ ہے کہ وہاں یہود نواز نکولاس سرکوزی صدر بن گیا ہے۔ سرکوزی کی دادی یہودی تھی۔

واضح رہے، اسرائیلی قانون کی رو سے ہر وہ شخص اسرائیل آ سکتا ہے جو یہودی ہے، اس کی بیوی یہودی ہے، والدین یا ان کے ماں باپ یہودی ہیں۔

گوانتا موبے سے 10 سعودیوں کی واپسی

امریکا نے اپنے گوانتانا موبے قید خانے سے دس سعودی باشندے رہا کر دیئے ہیں۔ یاد رہے، 2001ء کے بعد امریکیوں نے ”دہشت گردی“ کے الزام میں درجنوں سعودی گرفتار کر لیے تھے۔ ان سے اکثر بعد ازاں رہا کر دیئے گئے لیکن اب بھی 13 سعودی اس بدنام زمانہ جیل میں قید کی سختیاں برداشت کر رہے ہیں۔

سعودی عوام میں ان گرفتاریوں کے خلاف سخت غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ اسی لیے سعودی حکومت کوشش کر رہی ہے کہ باقی قیدی بھی جلد از جلد وطن واپس آ جائیں۔ جو سعودی قیدی واپس آئے ہیں، ان میں سے بیشتر سعودیہ میں آزاد زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مزید براں انہیں سیٹ ہونے کے لیے حکومت نے مالی امداد دی ہے۔ ان قیدیوں کے باعث سعودیہ اور امریکا کے تعلقات میں سرد مہری آئی ہے جو ابھی تک کافور نہیں ہوئی۔

لینن

(خُدا کے حضُور میں)

وہ کون سا آدم ہے کہ تُو جس کا ہے معبُود؟ — وہ آدمِ خاکی کہ جو ہے زیرِ سماوات؟
مشرق کے خداوند سفیدانِ فرنگی! — مغرب کے خداوند درخشندہ فِلزّات!
یورپ میں بہت روشنیٔ علم و ہُنر ہے — حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیوان ہے یہ ظلمات!
رعنائیِ تعمیر میں، رونق میں، صفا میں — گرجوں سے کہیں بڑھ کے ہیں بنکوں کی عمارات!
ظاہر میں تجارت ہے، حقیقت میں جُوا ہے — سُود ایک کا لاکھوں کے لیے مرگِ مفاجات!
یہ عِلم، یہ حکمت، یہ تدبّر، یہ حکومت! — پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیمِ مساوات!
بیکاری و عُریانی و مَے خواری و افلاس — کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات!
وہ قوم کہ فیضانِ سماوی سے ہو محروم — حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات!

9۔ اے خدا! میں بڑے ادب سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ تُو کس آدم کا خدا یا معبود ہے؟ اِس سوال کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کے علاوہ بنی آدم اور کسی کرے پر نہیں ہیں، اور کرۂ ارض پر جو انسان بستے ہیں، وہ تجھے اپنا معبود نہیں سمجھتے، تو پھر قدرتی طور پر میرے دل میں یہ سوال پیدا ہُوا کہ ''وہ کون سا آدم ہے کہ تُو جس کا ہے معبودؔ''۔ کیا یہ وہی انسان تو نہیں جو مٹی کا پتلا ہے اور جو کرۂ ارض پر چلتا پھرتا ہے۔

10۔ میں نے خوب غور کیا ہے، دنیا میں کوئی شخص تیری پرستش نہیں کرتا، کیونکہ اقوامِ مشرق تو اہلِ مغرب کو اپنا خدا سمجھتی ہیں اور اہلِ مغرب سونے اور چاندی (ڈالر) کو اپنا معبود خیال کرتے ہیں۔

11۔ مجھے یہ حقیقت تسلیم کرنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ یورپ میں علم وہُنر اور سائنس وفلسفہ نے بڑی ترقی کی ہے اور وہاں ہر طرف عقل وخرد کی روشنی ہے، لیکن پھر بھی وہاں تاریکی کا دور دورہ ہے اور اس تاریکی میں کوئی ایسا چشمۂ حیواں نہیں جس سے انسان حقیقی زندگی حاصل کر سکے۔ یہ بحرِظلمات چشمۂ حیوان سے محروم ہے، یعنی اقوامِ مغرب روحانیت سے محروم ہیں، کیونکہ حیات بعد الموت پر ایمان نہیں رکھتیں، بلکہ سب کی سب مادہ پرستی میں غرق ہیں۔

12۔ یورپ میں تو صورتِ حال یہ ہے کہ فنِ تعمیر، رونق، چکا چوند اور صفائی کے اعتبار سے بنکوں کی بلند و بالا عمارات گرجا گھروں کی نسبت کہیں زیادہ آسودہ اور خوشحال نظر آتی ہیں۔ اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ یورپی باشندوں کو مذہبی عبادت گاہوں سے زیادہ اپنی دولت اور کاروبار سے لگاؤ ہے۔

13۔ اِن بنکوں کا سارا کاروبار سُود اور سٹے پر چل رہا ہے۔ اس کاروبار میں ایک آدھ شخص کو تو فائدہ ہوتا ہے، جبکہ لاکھوں لوگ اقتصادی طور پر تباہ ہو جاتے ہیں۔

14۔ سرمایے کی پجاری یہ مغربی اقوام بظاہر تو مساوات کی تعلیم دیتی ہیں لیکن اپنی سائنس، اپنے فلسفے اور اپنی سیاست کے بل بوتے پر محکوم اقوام کا خون چوستی رہتی ہیں۔

15۔ مغرب میں ہر نوع کی ترقی کے باوجود آج بھی یہ کیفیت ہے کہ اُن کے زیرِنگیں ممالک میں بے روزگاری اور غربت نے ڈیرہ جما رکھا ہے۔ تن ڈھانپنے کو لباس نہیں اور شراب نوشی کی لعنت عام ہے۔ اِن مسائل کے پیدا کرنے کے علاوہ اہلِ یورپ نے خلقِ خدا کیلئے کون سی خدمات سرانجام دی ہیں۔

16۔ حقیقت یہ ہے کہ جو قوم اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان نہیں رکھتی، وہ اخلاقِ حسنہ اور نیکی سے محروم ہو جاتی ہے۔ وہ سائنس، ٹیکنالوجی اور مادیات میں تو ترقی کر سکتی ہے، لیکن روحانیت میں کوئی مقام حاصل نہیں کر سکتی۔

اقبال کی یہ نظم ''لینن'' فی الواقع فنی اور فکری سطح پر اُن کی نمائندہ اور شاہکار نظموں میں سے ایک ہے۔ قاری جوں جوں آگے بڑھتا ہے، تخیّل اور نغمگی اُس کو اپنے سحر میں گرفتار کر لیتے ہیں۔ نظم کے ہر شعر میں ایک نئی کیفیت کا احساس ہوتا ہے۔ چنانچہ اِس شعر میں بھی لینن کی زبانی یورپ کی تہذیبی اور اقتصادی صورتِ حال کے حوالے سے اُس کی خامیوں کی جانب بھی اشارے ملتے ہیں کہ اقوامِ مغرب نے بے شک بجلی اور بھاپ کی قوتوں کو تسخیر کر کے اپنے لیے ترقی کی راہیں تو کھول دی ہیں، لیکن اسے قدرت کے انعامات پر اعتماد نہیں رہا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اخلاقی اقدار سے محروم ہو چکی ہیں اور سائنس اور ٹیکنالوجی کے ارتقا ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھی ہیں۔

اشاریہ مضامین

فرید اللہ خان مروت

ہفت روزہ ندائے خلافت 2007

سال 2007ء میں مجموعی طور پر ندائے خلافت کے 46 شمارے شائع ہوئے۔ اِن میں 44 عام جبکہ دو خصوصی شمارے تھے۔ خصوصی شماروں میں سے ایک ''استحکام پاکستان نمبر'' اور دوسرا ''دعوت دین نمبر'' تھا۔ ندائے خلافت کے اِن شماروں میں مختلف عنوانات کے تحت جو مضامین و تحریریں اور تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیوں کی رپورٹیں شائع کی گئیں، ذیل میں اِن کا مفصل اشاریہ پیش کیا جا رہا ہے۔ اس اشاریے میں ''الہدیٰ'' ''فرمان نبوی ﷺ'' ''تفہیم المسائل'' اور ''عالم اسلام'' کے مستقل سلسلوں کی تفصیل شامل نہیں ہیں۔ اِس سال ''الہدیٰ'' کے تحت محترم ڈاکٹر اسرار صاحب کے درس قرآن کے سلسلہ میں سورۃ المائدہ کی آیت 42 سے آخر تک اور سورۃ الانعام کی ابتدا سے لے کر آیت 78 تک تشریح شائع ہوئی۔ ''تفہیم المسائل'' کا کالم شمارہ نمبر 24 تک شائع ہوتا رہا۔ بعدازاں اِس کی اشاعت بوجوہ روک دی گئی۔ عالم اسلام کی خبریں بھی مسلسل چھپتی رہیں۔ آخر میں یہ وضاحت کہ اشاریہ کے ہر موضوع کی ابتدا میں جو ہندسہ دیا گیا ہے، وہ نمبر شمار نہیں، شمارہ نمبر ہے (ادارہ)

سرورق کے منتخب شہ پارے

سرورق، صفحۂ اوّل پر مشاہیر کی تحریروں سے اخذ کردہ منتخب شہ پاروں کی فہرست:

1۔	اگر اب بھی نہ جاگے تو......	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
2۔	پیروانِ حق کی غربت و بے کسی	مولانا ابوالکلام آزاد
3۔	احیائے اسلام کا عمل اب نہیں رکے گا	ڈاکٹر محمد امین
4۔	عروج و زوال کی علامات	سید محمود حسن
5۔	دعوت انقلاب	مولانا ابوالکلام آزاد
6۔	فساد کا مطلب	ڈاکٹر نصیر احمد ناصر
7۔	گھریلو نظام کا انتشار	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
8۔	فیصلے کی گھڑی	ظفر محمود
9۔	عبرتناک انجام	میاں محمد افضل
10۔	امت مسلمہ یا نام نہاد اسلامی دنیا؟	سید قطب شہید
11۔	سیرت طیبہ اور ہم	نعیم صدیقی
12۔	سیرت رسول ﷺ	پروفیسر راما کرشنا راؤ
13۔	انقلابی گروہ کا مزاج	سید اسعد گیلانی
14۔	ایمان اور امید	علامہ یوسف القرضاوی
15۔	ذرا سوچئے!	مولانا ذوالفقار احمد
16۔	قرآن حکیم اور مقام رسالت	ڈاکٹر محمود الحسن عارف
17۔	قیامت کی اہم چھوٹی نشانیاں	امین محمد جمال الدین
18۔	شیطان کے ہتھکنڈے	ڈاکٹر اسرار احمد
19۔	خالق کائنات کی نشانیاں	سید قطب شہید
20۔	سدِ سکندری	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
21۔	غفلت گمراہی کا باعث ہے	سید ابوالاعلیٰ مودودی
22۔	پرعزم انقلابی شخصیت	مولانا ابوالکلام آزاد
23۔	کردار کا بحران	محمد موسیٰ بھٹو
24۔	نفاق کب سامنے آتا ہے؟	ڈاکٹر اسرار احمد
25۔	مومن صرف اللہ پر توکل کرتے ہیں!	ڈاکٹر اسرار احمد
26۔	اسلام کی انقلابی دعوت کا اثر	مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری
27۔	قانون الٰہی	میاں محمد افضل
28۔	وقت کا فاتح	مولانا ابوالکلام آزاد
29۔	انسان کی حقیقی آزادی	سید قطب شہید
30۔	xxxx	xxx
31۔	داعی کا پہلا وصف	سید ابوالاعلیٰ مودودی
32۔	نو باتیں	جامع الاصول
33۔	اسلام اور معاشرہ	سید قطب شہید
34۔	الوہیت کی اصل روح اقتدار ہے!	سید ابوالاعلیٰ مودودی
35۔	قوت ارادی کی تربیت	مولانا امین احسن اصلاحی
36۔	روزہ: امداد باہمی کی روح	سید ابوالاعلیٰ مودودی
37۔	روزہ میں گناہوں سے بچیں	مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی
38۔	xxxx	xxx
39۔	صلح اور جنگ، کس سے؟	مولانا مفتی محمد شفیع
40۔	اللہ سے مغفرت طلب کرو	پیر محمد کرم شاہ الازہری
41۔	مہذب اور پسماندہ معاشرے	سید قطب شہید
42۔	نظریہ: قوموں کی روح	نعیم صدیقی
43۔	اوّلین مسئلہ	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
44۔	عقیدۂ توحید کی خصوصیات	ڈاکٹر محمد رفیع الدین
45۔	فلسفۂ قربانی	ڈاکٹر اسرار احمد

اداریہ

حالات حاضرہ پر ادارے کی طرف سے تحریر کردہ اداریوں کی تفصیل۔ ان میں سے اکثر و بیشتر اداریے تنظیم اسلامی کے ناظم نشرواشاعت جناب ایوب بیگ مرزا نے تحریر کئے۔

1۔ فاعتبروا یااولی الابصار (صدام حسین کو پھانسی)

2۔ خسر الدنیا والاخرۃ (لاہور میں میراتھن ریس)

3۔ مسلمانان پاکستان فیصلہ کریں: دل یا شکم؟

4۔ آنکھ کا شہتیر (پاکستان میں روشن خیالی)

5۔ پچھتاوا (ڈیورنڈ لائن میں تبدیلی)

6۔ ستاروں کی چال (حالات کی کروٹ)

7- قائد اعظم کی 11 اگست کی تقریر
8- قتلِ عمد (پتنگ بازی کے نقصانات)
9- ایران: امریکہ کے منہ میں چھچھوندر
10- چاہ کن راہ چاہ درپیش (چیف جسٹس افتخار کی برطرفی)
11- جس کی لاٹھی اس کی بھینس (ملک کے بیرونی اور اندرونی حالات)
12- بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر (عید میلاد النبیؐ کی حقیقت)
13- اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے (شاہ عبداللہ کی امریکہ پر تنقید)
14- صحیح راستہ (لال مسجد اور جامعہ حفصہؓ کا تنازعہ)
15- بے نظیر ڈیل
16- یہ ظلم عظیم ہے (عالمی یوم مزدور)
17- دیر آید درست آید (پاکستانی سیاستدانوں کی حالت)
18- بے آواز لاٹھی (چیف جسٹس چودھری افتخار کا شاندار استقبال)
19- چور مچائے شور (12 مئی کو کراچی میں حکومتی دہشت گردی)
20- مذہبی سیاسی جماعتوں کے لئے لمحہ فکریہ!
21- 28 مئی: یوم تکبیر؟
22- ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے (امام کعبہ الشیخ عبدالرحمٰن سدیس کی پاکستان آمد)
23- جرنیلی بجٹ (بجٹ: 2007-08ء)
24- مجھ کو ڈر ہے کہ ہے طفلانہ طبیعت تیری (نیگروپونٹے کی پاکستان آمد)
25- اسفل سافلین (مسلمانانِ پاکستان کی حالت زار)
26- لال مسجد کا بحران اور حکومت کی نااہلی
27- زندگی اور موت کا مسئلہ
28- قومی جرم
29- دانشمندی کا تقاضا
30- استحکام پاکستان!
31- آزادی اور جشنِ آزادی
32- ثبوت مٹانے والے سلاخوں کے پیچھے ہوں گے (لال مسجد کیس میں عدالت عظمیٰ کا فیصلہ
33- چودھری افتخار یا جنرل کرامویل
34- اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفوی ہے۔ (پاکستان کے حالات)
35- اک کرسی کا سوال ہے بابا
36- چارج شیٹ! (حکمرانوں کی کارکردگی)
37- 12 ستمبر 2001ء مستقبل کا پہلا دن؟
38- دعوت دین نمبر
39- ہو گیا مانند آب ارزاں مسلماں کا لہو
40- آگ کا کھیل (قبائلی علاقوں میں فوجی آپریشن)
41- تازہ خبر
42- قومی اسمبلی کے پانچ سال اور ہماری جمہوریت
43- ذمہ دار کون؟ (موجودہ ملکی حالات)
44- ہنوز دلی دور است (پاکستانی حکمران اور پاکستان کا ایٹمی پروگرام)
45- اسلام کا سیاسی نظام

منبر و محراب

منبر محراب ندائے خلافت میں چھپنے والے خطابات جمعہ کا مستقل عنوان ہے۔ اِس عنوان کے تحت امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے خطاب جمعہ کی تلخیص دی جاتی ہے، آپ کا یہ خطاب بالعموم مسجد دارالسلام باغ جناح، لاہور میں ہوتا ہے۔ اگر امیر تنظیم لاہور سے باہر ہونے یا کسی اور شدید مصروفیت کے سبب خطاب نہ کرسکیں تو تنظیم کے کسی دوسرے مرکزی عہدیدار یا بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے خطبہ کی تلخیص شائع کی جاتی ہے۔ رواں سال جو خطابات جمعہ شائع کئے گئے، وہ درج ذیل ہیں۔

1-	میدانِ عرفات سے نعرۂ حق	ڈاکٹر اسرار احمد
2-	آخرت پر ایمان	حافظ عاکف سعید
3-	زندگی کی حقیقت: چند حقائق	〃
4-	حقیقتِ زندگانی (II)	〃
5-	شرک کا ابطال (سورۃ الحج کی آیات 73 اور 74 کی روشنی میں)	〃
6-	مسلمانوں کے لئے راہِ عمل (سورۃ الحج کی آیات 77 اور 78 کی روشنی میں)	〃
7-	فریضۂ شہادت علی الناس اور اس کے تقاضے	〃
8-	شہادت علی الناس کا طریقۂ کار	〃
9-	نہی عن المنکر بالید کی دو صورتیں	〃
10-	توبہ کی اہمیت	〃
11-	نجات کی راہ: اجتماعی توبہ	〃
12-	توبہ اور اس کے تقاضے	〃
13-	رسول اکرم ﷺ اور ہم	〃
14-	رسول اکرم ﷺ اور ہم (II)	〃
15-	نجات کی راہ: اجتماعی توبہ	〃
16-	راہِ حق کی آزمائشیں	〃
17-	اسلامی فلاحی ریاست	〃
18-	نفاذ اسلام کے لئے علمائے کرام کے بائیس نکات	〃
19-	علمائے کرام کے بائیس نکات (II)	〃
20-	بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے!	〃
21-	فرعونیت اور قارونیت کی حقیقت	〃
22-	اسلام کا عدالتی نظام	〃
23-	اسلامی سزائیں عادلانہ ہیں!	〃
24-	منجیات اور مہلکات	〃
25-	امت مسلمہ کی زبوں حالی کے اسباب	〃
26-	حدیث کی اہمیت اور اس کا مقام و مرتبہ	ڈاکٹر اسرار احمد
27-	لال مسجد انتظامیہ کے خلاف حکومتی آپریشن	حافظ عاکف سعید
28-	سانحۂ لال مسجد اور سانحہ کربلا	〃
29-	نفاذ اسلام کا راستہ: پُرامن احتجاجی تحریک	〃
30-	xxxx	xxx
31-	بقا کا راستہ	حافظ عاکف سعید
32-	آزادی کے ساٹھ سال: ہم کہاں کھڑے ہیں! (i)	〃
33-	آزادی کے ساٹھ سال: ہم کہاں کھڑے ہیں! (ii)	〃
34-	آزادی کے ساٹھ سال: ہم کہاں کھڑے ہیں! (iii)	〃
35-	اللہ تعالیٰ کی غلامی	〃

36-	ماہِ رمضان المبارک کی فضیلت واہمیت	۔۔۔
37-	دعا (سورۃ البقرہ کی آیت 186 کی روشنی میں)	ڈاکٹر اسرار احمد
38-	xxxx	xxx
39-	مغربی یلغار کا اصل ہدف اسلام ہے	ڈاکٹر اسرار احمد
40-	انسان کا اہم ترین مسئلہ	حافظ عاکف سعید
41-	xxxx	xxx
42-	قرآن کا انسانِ مطلوب	حافظ عاکف سعید
43-	ہستی رنگ گلستاں جہاں کچھ بھی نہیں	۔۔۔
44-	کامیابی اور ناکامی کا قرآنی تصور	۔۔۔
45-	کامیابی کا قرآنی تصور اور حیاتِ صحابہ رضی اللہ عنھم	۔۔۔

کالم آف دی ویک

ممتاز قومی روزناموں سے اخذ کردہ منتخب معیاری کالموں کی فہرست

1-	وہ کہتے ہیں کہ سال اچھا ہے	سید محمد معاویہ بخاری
2-	مسلمانوں سے تاریخ کا ایک سوال	زمرد نقوی
3-	اور اب کعبہ کی بیٹیاں!	عرفان صدیقی
4-	بستیاں الٹنے والی ہیں؟	محمد اسمٰعیل ریحان
5-	اسلامی یونیورسٹی میں روشن خیالی کی برسات	عرفان صدیقی
6-	اپنوں کو دشمن نہ بنائیں!	حامد میر
7-	اب کہاں جاؤ گے اے دیدہ ورو!	عرفان صدیقی
8-	اگر امریکہ نے کلمہ طیبہ پر اعتراض کر دیا تو؟	جاوید چودھری
9-	دو تباہ کن آپشنز	محمد سلیم صافی
10-	کیا 'بچنا' اسی کو کہتے ہیں؟	عرفان صدیقی
11-	یہ کون بول رہا ہے خدا کے لہجے میں	اطہر مسعود
12-	حکمتِ عملی	ہارون الرشید
13-	امریکہ کی دوستی	پروفیسر قیصر نجفی
14-	ایک دردمندانہ اپیل	عرفان صدیقی
15-	xxxx	xxxx
16-	انتہا پسندی اور اس کا بدترین انجام	شوکت علی
17-	وقت آ گیا ہے!	عرفان صدیقی
18-	اضطراب کا پس منظر	مولانا محمد اسلم شیخوپوری
19-	جنابِ صدر! یہ ہے دہشت گردی	عرفان صدیقی
20-	شخصیت	ہارون الرشید
21-	دستِ غیب	ہارون الرشید
22-	ایک اور اعزاز	اوریا مقبول جان
23-	پاکستان میں تبدیلی کا ایجنڈا	جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ
24-	کانٹے کا درد	جاوید چودھری
25-	اے خدا......!	عرفان صدیقی
26-	رشدی کی پذیرائی: توہینِ رسالت قوانین پر بحث کا بہانہ	مولانا زاہد الراشدی
27-	سانحہ لال مسجد: اختتام یا آغاز؟	ہارون الرشید
28-	باغی کی موت	حامد میر
29-	عوام کیا کریں؟	عرفان صدیقی
30-	xxxx	xxx
31-	یہ تاریخ تو ابھی کل کی ہے۔	اوریا مقبول جان
32-	ہمیں غلامی نہیں گوارا	کاشف حفیظ صدیقی
33-	جکارتہ کانفرنس اور خلافت کا احیاء	محمد سلیم قریشی
34-	بے مثال......!!	ڈاکٹر صفدر محمود
35-	اینڈ آف ڈے	جاوید چودھری
36-	اپنی ذات یا اپنا پاکستان!	عرفان صدیقی
37-	عدلیہ اپنا کام کرے	عرفان صدیقی
38-	xxxx	xxxx
39-	بیروت سے بنوں تک	حامد میر
40-	جنگی مجرم	حامد میر
41-	کولمبین ماڈل اور پاکستان	جاوید چودھری
42-	سٹون ایج	جاوید چودھری
43-	چند تاریخی حقیقتیں	فیروز الدین احمد فریدی
44-	میچورٹی	جاوید چودھری
45-	انسانی حقوق کا چارٹر	مولانا زاہد الراشدی

تاریخ تحریکاتِ احیائے اسلام (قسط128تا171)

تاریخ تحریکات احیائے اسلام عالم اسلامی میں ماضی قریب اور دور حاضر میں برپا اسلامی احیائی تحریکوں کا تذکرہ ہے۔ امسال اِس عنوان کے تحت 41اقساط شائع ہوئیں۔یہ کالم معروف صحافی سید قاسم محمود تحریر کرتے ہیں۔

1- الجزائر: سلطنتِ عثمانیہ کے بعد
2- جمعیۃ العلماء الجزائر
3- جدید الجزائر میں اسلام اور مغربیت کی کشمکش
4- الجزائر میں اسلامی تحریکوں کا آغاز
5- الجزائری فوج اور نیشنل فرنٹ کی سازشیں
6- الجزائری مسلمانوں کے لئے دوہرا نظام تعلیم
7- الجزائر کی مغرب نواز فوج
8- مراکش میں احیائے اسلام کی تحریک
9- مراکش اور موریطانیہ میں اسلامی تحریک
10- سینیگال میں اسلام
11- افریقہ کا دیو: نائیجیریا
12- سلطنتِ عثمانیہ کا عروج وزوال
13- ترکوں پر اسلام کے اثرات
14- علامہ بدیع الزماں نورسی
15- مصطفیٰ کمال کے الحاد کے خلاف
16- شیخ بدیع الزمان کا فکر انگیز خطبہ
17- پانچ قوتیں، چھ کلیے
18- قومی حمیت یا اسلامی حمیت
19- شیخ بدیع الزمان کی جلاوطنی
20- رسائلِ نور
21- شیخ نورسی کی تفسیرِ قرآن
22- خلافت کے خاتمے میں تنظیمات کا کردار

23۔ مصطفیٰ کمال پاشا کی تجدد پسندی
24۔ ترکی میں احیائے اسلام
25۔ ترکی: اسلام اور سیکولرازم کی کشمکش
26۔ ملی سلامت پارٹی کا اسلامی منشور
27۔ ترکی: سیکولرازم کے خلاف صف آرائی
28۔ ترکی میں مغربیت اور اسلام کی کشمکش
29۔ xxxx
30۔ xxxx
31۔ سیکولرازم کے خلاف دستوری کاوشیں
32۔ xxxx
33۔ ترکی: فوج اور سیاسی جماعتوں کی کشمکش
34۔ کردستان کا مسئلہ اور رفاہ پارٹی
35۔ اسرائیل اور ترکی کے باہمی تعلقات
36۔ ترکی میں اسلام پسند پارٹی کی تیسری سیاسی فتح
37۔ ترکی کے اداروں میں اسلامی احیاء کی لہر
38۔ xxxx
39۔ مغربی دنیا اور ترکی کی اسلامی تحریک
40۔ xxxx
41۔ عالم اسلامی کا اتحاد
42۔ ترکی اور یونان کے تعلقات
43۔ انتخاب سے اقتدار تک
44۔ ترکی میں سیکولرازم اور اسلام کی کشمکش
45۔ اسلام اور سیکولرازم کی کشمکش

گوشۂ اقبال

گوشۂ اقبال کے تحت کلام اقبال کی تشریح پر مبنی (85تا125) اکتالیس اقساط شائع ہوئیں، جو بال جبریل حصہ دوم پچاسویں غزل تا نظم "لینن خدا کے حضور میں" پر مشتمل ہیں۔

متفرق مضامین

مختلف دینی، علمی، اصلاحی اور دیگر متفرق موضوعات پر شائع شدہ مضامین کی فہرست:

1۔	اسلام کا معاشرتی نظام	ڈاکٹر عبدالسمیع
	حضرت عثمان غنیؓ کی سیرت و کردار	پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
	جمہوریت کی نیلم پری	سردار اعوان
	مہاجنی ملوکیت کے بندے ہیں تمام	ڈاکٹر طاہر ابرار
2۔	مسند ارشاد کے حقیقی وارث	آصف علی
	تواضع اور تکبر	رشید ارشد
3۔	جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے	رفیقہ تنظیم اسلامی
	انسانی رویے	پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
	قافلۂ حجاز میں ایک بھی حسینؓ نہیں	نذیر احمد
4۔	سراج الحق سید کی رحلت	سردار اعوان
5۔	مسئلہ کشمیر کی تاریخی اہمیت اور اس کا حل	ڈاکٹر اسرار احمد
	کیا ابھی وقت نہیں آیا؟	فرقان دانش خان
	صلہ رحمی	سرفراز احمد
6۔	شیطان کی چالیں	عتیق الرحمٰن صدیقی
7۔	رسول اکرم ﷺ کی چند پیشین گوئیاں	فرید اللہ خان مروت
	ایک مباحثہ	لطف الرحمٰن خان
8۔	مسلمان عورت کا پرچۂ آخرت	رفیقہ تنظیم اسلامی
9۔	تبلیغ دین	مسز شبیر
	مسجد کے امام صاحب	ذیشان دانش خان
10۔	وہ کیا گردوں تھا......	مولانا اسلم شیخوپوری
	نماز اور جدید میڈیکل سائنس	ڈاکٹر میاں احسان باری
	متاع غرور	پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
11۔	اللہ کی مدد	مسز الماس
	نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی اور حبّ الٰہی	عتیق الرحمٰن صدیقی
	حضرت مصعب بن زبیرؓ کا داعیانہ کردار	تنظیم اسلامی
12۔	اتباع رسول ﷺ	حکیم محمد سعید (مرحوم)
	دعوت کا مقام: سیرت طیبہ کی روشنی میں	تنظیم اسلامی
	امریکہ مسلمانوں کا دشمن کیوں؟	ڈاکٹر اسرار احمد
13۔	وضو اور جدید سائنس	انجینئر محمد سعید اقبال
	میں نے معاف کیا!	ناہید بنت الیقین
	ذرا نم ہو تو یہ مٹی......	ابو کلیم نبی محسن
14۔	تاریخ کا دوسرا راؤنڈ	عبدالستار
	رحمۃ اللعالمین ﷺ	تنظیم اسلامی
	پردہ	سارہ بوکر
15۔	شرعی پردہ	ڈاکٹر اسرار احمد
	مسلمان سائنسدانوں کی ایجادات	پروفیسر سید خالد محمود ترمذی
	سرمایہ داری، جاگیرداری اور جمہوریت	سردار اعوان
	حقوق و فرائض	تنظیم اسلامی
16۔	عہد کی پاسداری	تنظیم اسلامی
	بچے، والدین اور معاشرہ	محمد فاروق
	ایک خواب: ایک حقیقت	ذیشان دانش خان
17۔	دنیا کے جادو	بنت الیقین
18۔	اراکین اسمبلی اور رہنمایانِ قوم کے لئے لمحہ فکریہ	تنظیم اسلامی
	ایک میرے کرنے سے کیا ہو جائے گا!	محمد حسین
19۔	دعوت کی ضرورت	تنظیم اسلامی
	راہِ حق کا سفر	شہزادی شبیر
20۔	حق گو اور صداقت شعار مشیر	عتیق الرحمٰن صدیقی
	مجھے پردے سے کیسے محبت ہوئی؟	یونی ریڈلی (ترجمہ: سید افکار احمد)
22۔	مسلمانوں کی دولت غیروں کے ہاتھوں میں	صباحت موسیٰ
	نوجوانوں کی ذمہ داری	یونی ریڈلی (ترجمہ: نور اسلم خان)
	ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد	محمد سمیع
23۔	انسانی حقوق سے محروم طبقہ	نعیم اختر عدنان

24۔	تو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے	بنت امید
	وقت توبہ	ابو اکرام
	اے انسان تو کشاں کشاں اپنے رب کی طرف بڑھ رہا ہے	محمد سمیع
25۔	مقام رسالت اور مغرب کا متعصبانہ رویہ	ڈاکٹر اسرار احمد
	ایک امریکی خاتون کا پیغام	جوآنا فرانسس (ترجمہ سید افتخار احمد)
26۔	روحانی کینسر	نسیم صدیقی
	خاتونِ خانہ	شیریں حیدر
27۔	نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری	نذیر احمد
28۔	اسلامی دنیا، طاغوت اور علماء	عابد اللہ جان
30۔	”استحکام پاکستان نمبر“	
	پاکستان ایک نظر میں، سیاسی حالات، دستور سازی، اسمبلی کی برطرفیاں، نفاذ اسلام کے لئے اقدامات، عالم اسلام کے ساتھ تعلقات، دفاع وخارجہ تعلقات، ایٹمی طاقت، خود احتسابی اور استحکام پاکستان	
32۔	ڈاکٹر اسرار احمد سے معذرت کے ساتھ	مولانا ابو عبداللہ
	اسلامی نظام کے قیام کا طریقہ کار: چند وضاحتیں	ڈاکٹر اسرار احمد
	پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کے لئے صحیح طریقہ کار	ڈاکٹر اسرار احمد
33۔	ہماری دینی سیاسی جماعتیں	ڈاکٹر اسرار احمد
	تحریکی کارکنوں کے لئے لمحہ فکریہ	سلمیٰ یاسمین نجمی
	”کج سانوں مرن دا شوق وی اے“	نذیر ناجی
34۔	پرویز مشرف: فکر اقبال کے آئینے میں	نعیم اختر عدنان
	روزہ: توسط اور اعتدال کا نقیب	عتیق الرحمٰن صدیقی
35۔	روزے کا مقصد اور اہمیت	پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
36۔	روزہ کی روح: تقویٰ	عبدالرشید عراقی
	قیام عدل کا قرآنی حکم	نعیم اختر عدنان
37۔	روزہ اور اعتکاف	پرویز محمد یونس جنجوعہ
	باڑیں اور دیواریں	محمد طفیل گوندل
38۔	دعوت دین نمبر	
	دعوت الی اللہ کے اصول ومبادی، داعی اعظم ﷺ قرآن کی نظر میں، دعوت دین قرآن کی نظر میں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا روشن کردار، ہم اور ہمارا کام، داعیٔ حق کی ذمہ داری، مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج، داعی کا ذاتی کردار، مسلمانوں کی پستی کا واحد علاج، تفریغ اوقات، کاروان دعوت منزل بہ منزل	
39۔	یہود کی خاص علامت: چھ کونوں والا ستارہ	فرید اللہ خان مروت
40۔	مولانا مودودی مرحوم اور تحریک اقامت دین	ڈاکٹر اسرار احمد
	علامہ اقبال اور سید سلمان ندوی	عبدالرشید عراقی
41۔	ہو جائے ملائم تو......	ابوکلیم نبی محسن
	بہترین زاد راہ تقویٰ ہے؟	رشید عمر
	تجارت کا عالمی دن: کسانوں کے لئے ہلاکت	سردار اعوان
42۔	حاصلِ اجتماع	حافظ عاکف سعید
	روشن خیالی اور اعتدال پسندی؟	جمیل یوسفزئی
43۔	اتفاق یا حکمت؟	ندیم حق
	آمریت: ایک ذہنی کیفیت	محمد سمیع
	حج میں غلطیوں سے بچیں	حافظ طاہر اسلام عسکری
44۔	سنت کا حقیقی مفہوم	پیر محمد کرم شاہ الازہری
	کھلا دشمن	رشید عمر
	پختہ ایمان	حبیب اشرف صبوحی
45۔	قربانی	خرم مراد
	ڈسپلن	مولانا محمد اسلم شیخوپوری
	سقوط مشرقی پاکستان کے اسباب	مرتضیٰ احمد اعوان

حالات حاضرہ

حالات حاضرہ کے متعلق شائع ہونے والے مضامین درج ذیل ہیں:

2۔	صوفی کونسل: ایجنڈا کیا ہے؟	فرقان دانش خان
3۔	صدام کو پھانسی	انجم نیاز (ترجمہ: سردار اعوان)
4۔	اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے	ابوکلیم نبی محسن
	پاکستان گردہ فروشی کا بڑا بازار	عرفان حسین (ترجمہ: مشال شیخ)
5۔	موجودہ حکومت اور پاکستان کی سالمیت	مرزا ندیم بیگ
6۔	میڈیا کا حملہ	رفیقہ تنظیم اسلامی
7۔	خودکش حملے.....محرکات کیا ہیں؟	وسیم احمد
	امریکی یلغار کی دستک	محبوب الحق عاجز
8۔	اب اسرائیل پالیسی پر یوٹرن	ڈاکٹر اسرار احمد
	ملکی سالمیت اور ایم ایم اے کا افسوسناک کردار	مرزا ندیم بیگ
9۔	زمینی حقائق اور پاکستان کا مستقبل	ڈاکٹر اسرار احمد
	سابق امریکی صدر جمی کارٹر کی کتاب اور یہود کا ہنگامہ	محمد علی صدیقی (ترجمہ: بریگیڈیر (ر) غلام مرتضیٰ)
10۔	اے پی سی کا ایجنڈا اور متحدہ مجلس عمل	محبوب الحق عاجز
11۔	امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کا تاریخی جائزہ	ڈاکٹر اسرار احمد
13۔	سنگ مرمر پہ چلو گے تو پھسل جاؤ گے	کامران بن زاہد اعوان
16۔	پاک امریکہ تعلقات	مرزا ندیم بیگ
17۔	جامعہ حفصہؓ کی انتظامیہ اور حکومت کی خدمت میں	ڈاکٹر اسرار احمد
	عدلیہ کا جواں مرد	نعیم اختر عدنان
18۔	صوفی ازم کا حقیقی تصور	ڈاکٹر اسرار احمد
	متحدہ مجلس عمل کا علماء ومشائخ کنونشن	نعیم اختر عدنان
19۔	عدالتی بحران	ڈاکٹر طاہر ابرار
21۔	قومی ایٹمی اثاثہ اور عالمی استعمار کا محاصرہ	ڈاکٹر اسرار احمد
	جناب صدر! ایک مشکل فیصلہ اور کیجئے	محبوب الحق عاجز
22۔	طالبانائزیشن اور پاکستان	ڈاکٹر اسرار احمد
23۔	ایم کیو ایم کے وابستگان کی خدمت میں!	ڈاکٹر اسرار احمد
	اقتدار کی ڈوبتی کشتی کو بچانے کی حکومتی کوشش	محمد سمیع
24۔	پاکستان میں طالبانائزیشن کا امکان؟	ڈاکٹر اسرار احمد
	صدر ماسی اور صحبت علی	وسعت اللہ خان
	امتحانات اور تعطیلات کا شیڈول	پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

25۔	اسی باعث تو قتل عاشقاں سے منع کرتے تھے!	محمد سمیع
	پاکستان کے لئے امریکی منصوبہ	محبوب الحق عاجز
26۔	نکل جاتی ہے جس کے منہ سے سچی بات مستی میں	محمد سمیع
	آخری مورچہ	محبوب الحق عاجز
27۔	قدرتی آفات: مؤثر منصوبہ بندی کی ضرورت	ابوالحسن
	احساسِ زیاں	محمد سمیع
	سلطان محمود غزنوی اور قاضی شہر	عتیق الرحمٰن صدیقی
28۔	حکومتی رٹ اور احکم الحاکمین کی رٹ	محمد سمیع
29۔	لال مسجد اور جامعہ حفصہؓ: ایک لمحہ فکریہ	ڈاکٹر اسرار احمد
	لال قلعہ نہیں، لال مسجد ہی سہی	محمد عاطف بٹ
	آپریشن سائلنس: قانون کیا کہتا ہے؟	آصف محمود
	کیا کمانڈوز بھی روئے ہوں گے؟	عبداللہ منتظر
	لال مسجد کا نوحہ	امجد اقبال ساجد
31۔	اسلام، پاکستان اور امریکی عزائم	ڈاکٹر اسرار احمد
	لال مسجد کا سانحہ......ایک اہم قابل توجہ پہلو!	لطف الرحمٰن خان
	کیا آزادی کا یہی مطلب ہے؟	مومنہ ذیشان دانش
34۔	تکبر اور رعونت میں مبتلا حکمران	مرزا ندیم بیگ
35۔	حالیہ بحران: مشرف کے لئے مہلت یا آزمائش	ڈاکٹر اسرار احمد
	نام نہاد دہشت گردی کے خلاف عالمی اتحاد	محمد سمیع
	دل کی دھڑکن کہہ دے گی!	عتیق الرحمٰن صدیقی
36۔	ایک اور سوموٹو ایکشن کی ضرورت	ڈاکٹر اسرار احمد
	پاکستان کی سیاست اور باکسنگ کا کھیل	محمد سمیع
37۔	ماہ رمضان المبارک اور مہنگائی	محمد سمیع
	آزادی کے ساٹھ: کیا کھویا؟ کیا پایا؟	ڈاکٹر اسرار احمد
39۔	برین واشنگ کا شکار کون	محمد شکیل
	رب ذوالجلال سے مفاہمت کیجئے!	ڈاکٹر اسرار احمد
	دینی حلقوں میں مداہنت کا رجحان	محمد سمیع
40۔	قابل نفرت فوج نہیں، حکمران ہیں!	محمد سمیع
41۔	کیا ہماری قومی سالمیت محفوظ ہے؟	ڈاکٹر اسرار احمد
	حکومتی کارکردگی کے اشتہارات	پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
42۔	سلطنت خداداد پاکستان کو درپیش دو بحران	ڈاکٹر اسرار احمد
	ایمرجنسی	محمد سمیع
44۔	کوا چلا ہنس کی چال	محمد سمیع
	پاکستان کے ایٹمی اثاثے اور امریکی عزائم	محبوب الحق عاجز
45۔	میڈیا کی آزادی؟	محمد سمیع

پنجاب اور کشمیر

ملک کے مختلف شہروں اور قصبوں میں پھیلے ہوئے تنظیمی مراکز میں ہونے والے دعوتی و تربیتی پروگراموں کے سلسلے میں جو رپورٹیں ندائے خلافت میں شائع ہوئیں، اُن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔	حلقہ پنجاب وسطی کا ٹوبہ میں دعوتی پروگرام	پروفیسر خلیل الرحمٰن
	منفرد اسرہ ہیر کرباٹھ میں ہونے والے دعوتی پروگرام	حسن ظہیر
2۔	امیر حلقہ پنجاب جنوبی کی رفقاء سے ملاقات	ندیم بیگ
	تنظیم اسلامی ملتان کی شب بیداری	سید اظہر عاصم
	امیر حلقہ لاہور کی ایک سالہ کورس کے شرکاء سے ملاقات	محمد یونس
	لاہور: نئے شامل ہونے والے رفقاء سے تعارف	محمد یونس
	حلقہ پنجاب جنوبی کا وہاڑی میں احتجاجی مظاہرہ	شوکت حسین
	تنظیم اسلامی بہاولپور و بہاولنگر کے زیر اہتمام مظاہرہ	رفیق تنظیم
3۔	بانی تنظیم کا دورۂ حافظ آباد اور حلقہ گوجرانوالہ	محمد بن عبدالرشید رحمانی
	حلقہ بہاولنگر فورٹ عباس کا ماہانہ اجتماع	محمد رضوان عزمی
	تنظیم اسلامی وسطی پنجاب کا توسیع مشاورت اجلاس	رانا صبغت اللہ
4۔	نیو ملتان میں ہونے والی امراء و نقباء کی تربیت گاہ	شوکت حسین
	حلقہ پنجاب وسطی کا سہ ماہی اجتماع	رانا صبغت اللہ
	تنظیم اسلامی لاہور وسطی کے زیر اہتمام نصف روزہ	عبدالرحمٰن
	تنظیم اسلامی گوجرخان کے زیر اہتمام دوروزہ پروگرام	قاضی عبدالرشید
	تنظیم اسلامی وہاڑی کے زیر اہتمام پندرہ روزہ درس قرآن	محمد مختار
	تنظیم اسلامی نیو ملتان کے زیر اہتمام شب بیداری	شوکت حسین
5۔	اسرہ ڈیفنس لاہور کا درس قرآن	ریاض حسین
6۔	تنظیم اسلامی گوجرخان کی شب بیداری	زاہد بابر
7۔	حلقہ لاہور کے زیر اہتمام شب بیداری پروگرام	محمد یونس
	تنظیم اسلامی لاہور وسطی کا نصف روزہ پروگرام	عبدالرحمٰن
	تنظیم اسلامی نیو ملتان کے زیر اہتمام شب بیداری	عبدالرحمٰن صالح
8۔	تنظیم اسلامی گوجرانوالہ کا دعوتی و تربیتی پروگرام	انوار احمد خان
	امیر حلقہ پنجاب جنوبی کی منفرد رفقاء سے ملاقات	شوکت حسین
9۔	تنظیم اسلامی ملتان کے زیر اہتمام شب بیداری پروگرام	شوکت حسین
10۔	تنظیم اسلامی وہاڑی کے زیر اہتمام درس قرآن	محمد مختار
	تنظیم اسلامی گوجرخان کے زیر اہتمام شب بیداری	زاہد بابر
	بہاولپور میں اسرہ جات کی سطح پر مشترک دعوتی و تربیتی اجتماع	مقصود احمد
11۔	تنظیم اسلامی سیالکوٹ کے زیر اہتمام شب بیداری پروگرام	کلیم انجم
12۔	قصور میں سہ روزہ دعوتی پروگرام	شیخ نوید
	تنظیم اسلامی سیالکوٹ کے زیر اہتمام تفہیم دین پروگرام	اعجاز عنصر
13۔	مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہو لاہور میں تربیت گاہ کی رپورٹ	ڈاکٹر شفیق بیگ چغتائی
	تنظیم اسلامی بہاولنگر کا ماہانہ اجتماع	محمد رضوان عزمی
	تنظیم اسلامی نیو ملتان کی شب بیداری	شوکت حسین انصاری
14۔	حلقہ لاہور کے زیر اہتمام شب بیداری پروگرام	محمد یونس
16۔	تربیت گاہ امراء و نقباء قرآن اکیڈمی فیصل آباد	رانا صبغت اللہ
	حلقہ پنجاب وسطی میں انفرادی دعوتی مہم	رانا صبغت اللہ
	تنظیم اسلامی میرپور کی ماہانہ شب بیداری	ظفر اقبال
	تنظیم اسلامی پنڈی گھیب میں شب بیداری	بشیر احمد
17۔	تنظیم اسلامی پنڈی گھیب کا دعوتی پروگرام	بشیر احمد
18۔	امیر تنظیم اسلامی کا دورہ وسطی پنجاب	رانا صبغت اللہ
	منفرد اسرہ عارف والا کا تربیتی اجتماع	رفیق تنظیم
	تنظیم اسلامی سرگودھا کا ماہانہ دعوتی پروگرام	حافظ محمد زین العابدین

19-	تنظیم اسلامی گوجر خان کا دعوتی پروگرام	رفیق تنظیم
	اسرہ پھالیہ کی ماہانہ شب بیداری	نقیب اسرہ
	بہاولنگر میں مطالبہ خلافت کے لئے مظاہرہ	نصر اللہ انصاری
20-	امیر تنظیم اسلامی کا دورہ میانوالی	محمد افضل خان
	تقریب تقسیم اسناد رجوع الی القرآن کورس پارٹ (I-II)	ذیشان دانش خان
21-	تنظیم اسلامی ملتان کے زیر اہتمام تفہیم دین پروگرام	شوکت حسین انصاری
	تنظیم اسلامی میرپور آزاد کشمیر کے زیر اہتمام شب بیداری پروگرام	افتخار احمد
	تنظیم اسلامی ملتان کے زیر اہتمام پروگرام	شوکت حسین انصاری
	حلقہ لاہور میں نئے شامل ہونے والے رفقاء سے امیر حلقہ کی ملاقات	محمد یونس
22-	تنظیم اسلامی اقبال ٹاؤن لاہور کا دعوتی اجتماع	محمد ندیم شیخ
	تنظیم اسلامی جہلم کا پروگرام	عادل عمران
	حلقہ لاہور کا آدھا روزہ پروگرام	محمد یونس
23-	تنظیم اسلامی میانوالی کا دعوتی پروگرام	ماسٹر افضل خان
	حلقہ وسطی پنجاب کا دعوتی اجتماع	رانا صبغت اللہ
	تنظیم اسلامی ہارون آباد کا ماہانہ اجتماع	محمد رضوان عزمی
26-	تنظیم اسلامی سیالکوٹ کے زیر اہتمام شب بیداری	عثمان منظور
	تنظیم اسلامی میرپور کے زیر اہتمام پروگرام	سید اعظم حسین گیلانی
27-	تنظیم اسلامی سیالکوٹ کی شب بیداری	اعجاز عنصر
28-	امیر تنظیم اسلامی کا دورہ جہلم	رفیق تنظیم
	حلقہ وسطی پنجاب میں انفرادی دعوت	رانا صبغت اللہ
31-	تنظیم اسلامی لاہور کا دعوتی پروگرام	عادل جہانگیر
	تنظیم اسلامی سیالکوٹ کے زیر اہتمام شب بیداری	خواجہ محمد اشفاق
33-	تنظیم اسلامی نیوملتان کا ماہانہ اجتماع	شوکت حسین انصاری
34-	سیالکوٹ تنظیم کا پہلا تنظیمی اجتماع	اعجاز عنصر
	حلقہ گوجرانوالہ کا لال مسجد آپریشن کے خلاف مظاہرہ	اعجاز عنصر
	تنظیم اسلامی فورٹ عباس کا دعوتی پروگرام	محمد جمیل
	تنظیم اسلامی لاہور کا "سودی معیشت" کے خلاف مظاہرہ	فرقان دانش خان
35-	تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب وسطی کے زیر اہتمام مبتدی تربیت گاہ	رانا صبغت اللہ
	تنظیم اسلامی حلقہ بہاولنگر کی سرگرمیاں	رفیق تنظیم
	تنظیم اسلامی بہاولپور کا ماہانہ اجتماع	رفیق تنظیم
36-	تنظیم اسلامی گوجرخان کا شب بیداری پروگرام	رفیق تنظیم
	تنظیم اسلامی نیوملتان کا دعوتی پروگرام	شوکت حسین انصاری
	ماہانہ اجتماع ہارون آباد حلقہ بہاولنگر	رفیق تنظیم
37-	تنظیم اسلامی لاہور وسطی کا نصف روزہ تربیتی اجتماع	محمد راشد
39-	بانی تنظیم اسلامی کا دورہ میرپور (آزاد کشمیر)	افتخار احمد
	حلقہ وسطی پنجاب کا دوسرا سہ ماہی اجتماع	رانا صبغت اللہ
40-	حلقہ وسطی پنجاب کا دورہ ترجمۃ القرآن پروگرام	رانا صبغت اللہ
	حلقہ بہاولنگر...... دورہ ترجمہ قرآن کے شرکاء کے تاثرات	ابرار اشرف
41-	حلقہ پنجاب وسطی میں عید ملن پارٹی	رانا صبغت اللہ
	رمضان المبارک کے دوران اسرہ ساہیوال کی دعوتی سرگرمیاں	محمد حارث
43-	ماہ رمضان کے دوران حلقہ لاہور کی دعوتی سرگرمیاں	محمد یونس
	حلقہ لاہور شرقی کا ماہانہ تربیتی اجتماع	ذیشان دانش خان
	تنظیم اسلامی نیوملتان کی دعوتی سرگرمیاں	شوکت حسین
45-	تنظیم اسلامی لاہور شمالی نمبر 2 کا نصف روزہ پروگرام	خباب عبدالخالق

صوبہ سندھ

1-	حلقہ سندھ زیریں کے تحت کراچی میں شب بیداری	محمد سمیع
	تنظیم اسلامی کراچی شمالی کے زیر اہتمام آگاہی مہم	محمد سمیع
	تنظیم اسلامی نارتھ کراچی کا تربیتی پروگرام	رفیق تنظیم
	حلقہ سندھ زیریں کے تحت لیاقت آباد میں دعوتی کیمپ	محمد سمیع
2-	حلقہ سندھ زیریں کے اہتمام احتجاجی مظاہرہ	محمد سمیع
3-	تنظیم اسلامی نارتھ ناظم آباد کراچی کا ایک روزہ پروگرام	اویس پاشا قرنی
	حلقہ سندھ زیریں کی عوامی آگہی مہم	محمد سمیع
	سکھر میں اسلامی معاشرتی اقدار کے حوالے سے مظاہرہ	نصر اللہ انصاری
6-	سالانہ اجتماع 2007ء حلقہ خواتین کراچی	مسز آصف پراچہ
11-	تنظیم اسلامی حیدرآباد کے زیر اہتمام درس قرآن	عبدالسلام مروت
13-	تنظیم اسلامی کورنگی کا مشترکہ تربیتی ودعوتی اجتماع	سراج احمد خان
18-	تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں کے زیر اہتمام خصوصی نشست	محمد سمیع
19-	تنظیم اسلامی نارتھ کراچی کا دعوتی پروگرام	عطاء الرحمن عارف
21-	تنظیم اسلامی کراچی شمالی کا دعوتی اجتماع	عطاء الرحمن عارف
22-	دفتر تنظیم اسلامی گلشن اقبال میں تعارفی نشست	سلیم الدین
24-	حلقہ سندھ زیریں کے زیر اہتمام شب بیداری	محمد سمیع
26-	تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں کا احتجاجی مظاہرہ	محمد سمیع
31-	امیر تنظیم اسلامی کا دورہ کراچی	ثاقب رفیع شیخ
	امیر تنظیم کا قرآن اکیڈمی کے سابق طلبہ سے خطاب	احسان الحق قریشی
	حلقہ سندھ زیریں کا لال مسجد آپریشن کے خلاف مظاہرہ	محمد سمیع
	سانحہ لال مسجد کے سلسلے میں سکھر شہر میں مظاہرہ	نصر اللہ انصاری
35-	تنظیم اسلامی سوسائٹی کراچی کے زیر اہتمام دعوتی کیمپ	رفیق تنظیم
	تنظیم اسلامی نارتھ کراچی کا دعوتی اجتماع	عطاء الرحمن عارف
41-	امیر تنظیم اسلامی کا دورہ شاہ فیصل (کراچی)	سید محمد سلیمان
	کراچی میں دورہ ترجمہ قرآن کے شرکاء کے ساتھ نشست	محمد سمیع
	تنظیم اسلامی سندھ زیریں میں دورہ ترجمہ قرآن کے پروگرام	محمد سمیع
45-	تنظیم اسلامی کراچی شمالی کے زیر اہتمام تربیتی نشست	عطاء الرحمن عارف

صوبہ سرحد

3-	تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی پروگرام	اسد قیوم
4-	اسرہ سواڑی (بونیر) کی دعوتی سرگرمیاں	حاجی نواب
	تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کے زیر اہتمام شب بیداری پروگرام	اسد قیوم
8-	تنظیم اسلامی دیر کے زیر اہتمام شب بیداری	سعید اللہ خان
	تنظیم اسلامی تیمرگرہ کی شب بیداری	احسان الودود
	تنظیم اسلامی اسرہ الہ ڈھنڈ میں دعوتی اجتماع	احتشام الحق
10-	تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کا ماہانہ دعوتی اجتماع	اسد قیوم
11-	حلقہ سرحد شمالی کے زیر اہتمام دعوتی پروگرام	احسان الودود
13-	تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کا ماہانہ دعوتی اجتماع	اسد قیوم

18۔	تنظیم اسلامی دیر کے زیر اہتمام دعوتی اجتماع	سعید اللہ خان
24۔	مرکزی نائب ناظم دعوت کی حلقہ سرحد شمالی آمد	ابو کلیم نبی محسن
27۔	امیر تنظیم کا دورہ ایبٹ آباد	اسد قیوم
	تنظیم اسلامی دیر کا دعوتی پروگرام	سعید اللہ خان
	تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کا دعوتی اجتماع	اسد قیوم
33۔	امیر حلقہ سرحد شمالی کا دورہ چترال و دیر	احسان الودود
34۔	اسرہ نوشہرہ کے زیر اہتمام دعوتی و تربیتی پروگرام	جان نثار اختر
36۔	حلقہ سرحد شمالی کے زیر اہتمام لال مسجد آپریشن کے خلاف احتجاجی مظاہرہ	رفیق تنظیم
37۔	حلقہ سرحد شمالی کا شب بیداری پروگرام	احسان الودود
41۔	تنظیم اسلامی پشاور کے زیر اہتمام دورہ ترجمہ قرآن	محمد ابراہیم
43۔	اسرہ نوشہرہ کینٹ کا دعوتی و تربیتی پروگرام	جاں نثار اختر
45۔	اسرہ نوشہرہ کینٹ کے تحت دعوتی و تربیتی پروگرام	جاں نثار اختر

صوبہ بلوچستان

2۔	تنظیم اسلامی بلوچستان کے زیر اہتمام احتجاجی مظاہرہ	محمد راشد گنگوہی
12۔	تنظیم اسلامی کوئٹہ کے زیر اہتمام شب بیداری	افتخار احمد خان
17۔	تنظیم اسلامی کوئٹہ کا دعوتی پروگرام	عبد السلام
19۔	تنظیم اسلامی کوئٹہ کے زیر اہتمام مظاہرہ	محمد راشد گنگوہی
20۔	تنظیم اسلامی حلقہ بلوچستان کے زیر اہتمام احتجاجی مظاہرہ	محمد راشد گنگوہی

روداد

6۔	تحریک خلافت اور تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ایوان اقبال لاہور میں محترم ڈاکٹر اسرار احمد خطاب	وسیم احمد
7۔	کنونشن سنٹر اسلام آباد میں محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا خطاب	وسیم احمد، فرقان دانش خان
11۔	ایوان اقبال لاہور میں محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا خصوصی خطاب	فرقان دانش خان
21۔	تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام احیائے خلافت سیمینار	وسیم احمد
25۔	"سلمان رشدی کو سر کا خطاب" تنظیم اسلامی کا احتجاجی مظاہرہ	محمد یونس
29۔	سانحہ لال مسجد اور جامعہ حفصہؓ کے حوالے سے مظاہرہ	محمد یونس
34۔	محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا عارف والا میں عظمت مصطفیٰ ﷺ کے موضوع پر خصوصی خطاب	وسیم احمد
41۔	تنظیم اسلامی کے ملتزم رفقاء کا کل پاکستان تربیتی و مشاورتی اجتماع	ذیشان دانش خان

انگریزی مضامین

1-	The lack of will for peace with justic	Abid ullah jan
2-	The waziristan Factor	Abid ullah jan
3-	The waziristan Factor (ii)	Abid ullah jan
4-	Pure Islamic System	Dr. Israr Ahmad
5-	The Way to Save Pakistan	Dr. Israr Ahmad
6-	Democracy, Terror and choice before the imposed regimes.	Dr. Israr Ahmad
7-	Operation 9/11 and General Musharaf's Half Truth	Abid ullah jan
8-	In Defence of "dictators"	Abid ullah jan
9-	What fuels "radicalism" in the Muslim	Abid ullah jan
10-	Who is confirming the war on Islam: Muslims or non-Muslims?	Abid ullah jan
11-	Another Puppet Dictator: Heading toward his fate with his master	Abid ullah jan
12-	Iqbal's Vision of Islamic Revolution	Dr. Israr Ahmad
13-	Just desserts: Daily Dawn Deserves what it Gets.	
14-	Moderation Rocks in Pakistan	Mark LeVine
15-	Pakistan at the Crossroads	Abid ullah jan
16-	Stand up or perish as a nation	Abid ullah jan
17-	ISI-Islam Connection is as false as ISI and Drugs	Abid ullah jan
18-	Anti-Capitalism in Five Minutes or Less	Robert Jensen
19-	Finding an intelligent alternative to the war of terrorism	Abid ullah jan
20-	Where are we in Afghanistan Today	Abid ullah jan
21-	A War to End All war	Bilal Khan
22-	US. NATO Crimes Against Humanity	Abid ullah jan
23-	The missing link in the debate on disappearances and torture	Abid ullah jan
24-	Mush-Bibi deal in a broader context	Abid ullah jan
25-	Pakistan: What have we left for the coming generation?	Abid ullah jan
26-	Nature of Islamic State in the Eye of Allama Iqbal, Maulana Moudoodi & Dr. Israr	Abid ullah jan
27-	Musharraf's Bloodbath at the Masjid	Abid Mustafa
28-	Hafsa roasting truth versus political myth	M.I. Shaikh
29-	History of feudalism in Pakistan	Amna Malik
30-	xxxx	xxxx
31-	Islamic Banking: Is it really Halal?	Aaron MacLean
32-	Managing Consent The Art of War, Democracy and Public Relation	Ramzy Baroud
33-	61st year of the Salavery of Slaves in Paksitan	Abid ullah jan
34-	Death at a Distance: The US Air war	Conn Hallinan
35-	A colonial army	Asim Sajjad Akhtar
36-	Angle: Future of feudalism in Pakistan: The role of global capitalism	S. Ehtisham
37-	Loot sale of 3 stars and 4 stars	Anonymos
38-	xxxxxxxx	xxxx
39-	Mush was right. But who can trust him any more?	Abid ullah jan
40-	The Amplityde of silence	Maryam Sakeennah
41-	Don't let Musharraf live with what he has just done	Abid ullah jan
42-	US attack on Syria and its plans for Pakistan	Abid ullah jan
43-	The pretense of Democracy	Maryam Sakeennah
44-	Democracy in Pakistan-which one?	Syed Atiq-ul-Hassan
45-	Farce after farce after farce	Kamran Shafi

ان مستقل سلسلوں کے علاوہ تبصرہ کتب کے تحت شمارہ نمبر 11 اور 17 پر کتابوں پر تبصرہ شائع ہوا۔ ایڈیٹر کی ڈاک کے عنوان سے قارئین کے خطوط شمارہ 16 اور 17 میں شائع کیے گئے۔

لینن

(خدا کے حضور میں)

وہ کون سا آدم ہے کہ تُو جس کا ہے معبُود؟ وہ آدمِ خاکی کہ جو ہے زیرِ سماوات؟
مشرق کے خداوند سفیدانِ فرنگی! مغرب کے خداوند درخشندہ فِلِزّات!
یورپ میں بہت روشنیٔ علم و ہُنر ہے حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیوان ہے یہ ظُلمات!
رعنائیِ تعمیر میں، رونق میں، صفا میں گرجوں سے کہیں بڑھ کے ہیں بنکوں کی عمارات!
ظاہر میں تجارت ہے، حقیقت میں جُوا ہے سُود ایک کا لاکھوں کے لیے مرگِ مفاجات!
یہ عِلم، یہ حکمت، یہ تدبّر، یہ حکومت! پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیمِ مساوات!
بیکاری و عُریانی و مَے خواری و افلاس کیا کم ہیں فرنگی مدنیّت کے فتوحات!
وہ قوم کہ فیضانِ سماوی سے ہو محروم حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات!

اے خدا! میں بڑے ادب سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ تُو کس آدم کا معبود ہے؟ اِس سوال کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کے علاوہ بنی آدم اور کسی کرے پر نہیں اور کرۂ ارض پر جو انسان بستے ہیں، وہ تجھے اپنا معبود نہیں سمجھتے، تو پھر قدرتی طور میرے دل میں یہ سوال پیدا ہُوا کہ ''وہ کون سا آدم ہے کہ تُو جس کا ہے معبودؔ''۔ کیا یہ انسان تو نہیں جو مٹی کا پتلا ہے اور جو کرۂ ارض پر چلتا پھرتا ہے۔

میں نے خوب غور کیا ہے، دنیا میں کوئی شخص تیری پرستش نہیں کرتا، کیونکہ اقوامِ مشرق تو اہلِ مغرب کو اپنا خدا سمجھتی ہیں اور اہلِ مغرب سونے اور چاندی (ڈالر) کو معبود خیال کرتے ہیں۔

مجھے یہ حقیقت تسلیم کرنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ یورپ میں علم و ہُنر اور سائنس نے بڑی ترقی کی ہے اور وہاں ہر طرف عقل و خرد کی روشنی ہے، لیکن پھر بھی وہاں ظلمت کا دورہ ہے اور اس تاریکی میں کوئی ایسا چشمۂ حیواں نہیں جس سے انسان حقیقی زندگی حاصل کر سکے۔ یہ بحرِ ظلمات چشمۂ حیوان سے محروم ہے، یعنی اقوامِ مغرب روحانیت سے محروم ہیں، کیونکہ حیات بعد الموت پر ایمان نہیں رکھتیں، بلکہ سب کی سب مادیت میں غرق ہیں۔

یورپ میں تو صورتِ حال یہ ہے کہ فنِ تعمیر، رونق، چکا چوند اور صفائی کے لحاظ سے بنکوں کی بلند و بالا عمارات گرجا گھروں کی نسبت کہیں زیادہ آسودہ اور خوشنما نظر آتی ہیں۔ اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ یورپی باشندوں کو عبادت گاہوں سے زیادہ اپنی دولت اور کاروبار سے لگاؤ ہے۔

بنکوں کا سارا کاروبار سُود اور سٹے پر چل رہا ہے۔ اس کاروبار میں ایک آدھ شخص کو تو فائدہ ہوتا ہے، جبکہ لاکھوں لوگ اقتصادی طور پر تباہ ہو جاتے ہیں۔

14۔ سرمایے کی پجاری یہ مغربی اقوام بظاہر تو مساوات کی تعلیم دیتی ہیں لیکن اپنی سائنس، اپنے فلسفے اور اپنی سیاست کے بل بوتے پر محکوم اقوام کا خون چوستی رہتی ہیں۔

15۔ مغرب میں ہر نوع کی ترقی کے باوجود آج بھی یہ کیفیت ہے کہ اُن کے زیرِ نگیں ممالک میں بے روزگاری اور غُربت نے ڈیرہ جما رکھا ہے۔ تن ڈھانپنے کو لباس نہیں اور شراب نوشی کی لعنت عام ہے۔ اِن مسائل کے پیدا کرنے کے علاوہ اہلِ یورپ نے خلقِ خدا کے لیے کون سی خدمات سرانجام دی ہیں۔

16۔ حقیقت یہ ہے کہ جو قوم اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان نہیں رکھتی، وہ اخلاقِ حسنہ اور نیکی سے محروم ہو جاتی ہے۔ وہ سائنس، ٹیکنالوجی اور مادیات میں تو ترقی کر سکتی ہے، لیکن روحانیت میں کوئی مقام حاصل نہیں کر سکتی۔

اقبال کی یہ نظم ''لینن'' فی الواقع فنی اور فکری سطح پر اُن کی نمائندہ اور شاہکار نظموں میں سے ایک ہے۔ قاری جوں جوں آگے بڑھتا ہے، تخیّل اور نغمگی اُس کو اپنے سحر میں گرفتار کر لیتے ہیں۔ نظم کے ہر شعر میں ایک نئی کیفیت کا احساس ہوتا ہے۔ چنانچہ اِس شعر میں بھی لینن کی زبانی یورپ کی تہذیبی اور اقتصادی صورتِ حال کے حوالے سے اُس کی خامیوں کی جانب بھی اشارے ملتے ہیں کہ اقوام مغرب نے بے شک بجلی اور بھاپ کی قوتوں کو تسخیر کر کے اپنے لیے ترقی کی راہیں تو کھول دی ہیں، لیکن اسے قدرت کے انعامات پر اعتماد نہیں رہا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اخلاقی اقدار سے محروم ہو چکی ہیں اور سائنس اور ٹیکنالوجی کے ارتقا ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھی ہیں۔

Vol: 17 Regd. No. LRL -50 No. 1

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

View Point

ABID ULLAH JAN

2007: A disastrous year for Pakistan

07 was a landmark year for kistan under military occupation, d the ramifications of events of the ar will be felt for years to come. e year saw the military regime king oppression to a new level in rious parts of the country, nerating reactions of various kinds m the protests by lawyers wearing ck suits to the uneducated victims the regime's oppression in luchistan and the Federally dministered Tribal Areas (FATA).

e year also saw Nawaz Sharif urning to Pakistan for serving the ceptive designs of the military ime which wants to provide itself e kind of legitimacy by showing t a majority of political parties ticipated in the sham elections. He s allowed to return after being ported to Saudi Arabia.

nazir Bhutto was allowed to return a result of a grand plan by the US d UK to provide some kind of mocratic legitimacy to the tatorship they have been pporting since years. All criminal es were dropped against Benazir.

sharraf declared emergency when was given a green light from shington when they sensed the preme Court was about to declare sharraf imposing himself as a sident on the nation illegal.

ergency was revoked when the in job was done, which is the pointment of hand-picked judges, stly magistrates promoted to the sition of judges and throwing all es against Mush's legitimacy out he court.

sharraf shed uniform when he ured himself for another five rs with the possibility of ension on the pattern of what nie Mubarak is doing in Egypt.

new army chief was appointed en the colonial masters and their dia confirmed that he was firmly a -West mercenary general.

Of all the events, the developments in the field of judiciary were the most significant. The year saw a pliant judiciary - which had assumed office after taking oath under the Provisional Constitutional Order (PCO) promulgated by Musharraf - start questioning the government authority - a definite novelty in Pakistan.

When the Supreme Court led by Chief Justice Iftikhar Chaudhry castigated security agencies for the disappearance of political activists and directed the intelligence agencies to produce them, it crossed the Rubicon. Musharraf, who draws his strength from the army, which is not used to being questioned by civilians, responded by suspending the chief justice.

What followed was unprecedented: civil society led by lawyers and actively supported by the independent media rose in unison to protest the government action.

This forced the government to backtrack and reinstate the chief justice. However, when the judiciary again started asserting its independence and challenging the legitimacy of the Musharraf government, it was sent packing. A handpicked judiciary with pliant judges was sworn in under a fresh PCO. Despite huge public protests, the coming elections have diverted public attention from this crucial issue.

After revoking the PCO Dec 15, the judges were given a fresh oath of office. But the judges who had refused to be sworn in under the PCO continue to languish in their homes under virtual house arrest.

On the security front, Balochistan continued to simmer but the developments in other parts of Pakistan and the government's strong-arm tactics against the media ensured that it remained away from the headlines.

Even a major incident like the killing of Nawabzada Ballach Marri, believed to be the commander of the Baloch Liberation Army, failed to bring the Baloch issue to the centre-stage.

Sardar Akhtar Jan Mengal, a former chief minister and a number of other Baloch political activists continue to be incarcerated without proper judicial procedures. This has not stirred the media significantly.

It is not that the region has quietened during the year - Baloch insurgents continued targeting symbols of government authority, almost daily, but the region disappeared from the public gaze.

The real threat to Pakistan's security came from the Pakistan army acting as a mercenary force for the US. The massacres continue from the one in Islamabad to the borders of Pakistan. This is definitely going to bring about more reaction, more blood bath, more justification for the regime and its supporters abroad to continue their terrorist approach and keep undermining the very existence of Pakistan.

It is easy for the Islamophobic Western media to blame everything on "radical Islamic militants." However, one question they all ignore collectively is, why was there no radical Islamic militancy in Pakistan in the past 60 years? Why now? Did all of them discovered Islam in 2007? Hiding behind the slogans of "Islamic militancy" only ensures continuity of repression, regime sponsored terrorism and unchallenged extremism by the increasing becoming fascist army of Pakistan.

(The views presented in this article may not completely represent the official stance of this magazine.)